ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ دسمبر ۲۰۰۷ء

نورِ ہدایت

القرآن

’’اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہوجایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔‘‘

(سورۃ المائدہ:۸)

الحدیث

’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: یقیناً ایسا ہوگا کہ تم (یعنی میری امت کے لوگ) اگلی امتوں کے طریقوں کی پیروی کروگے۔ بالشت برابر بالشت اور برابر ذراع (یعنی بالکل اُن کے قدم بہ قدم چلوگے) یہاں تک کہ اگر وہ گھسے ہوں گے گوہ کے بل میں تو اس میں بھی تم اُن کی پیروی کروگے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہود ونصاریٰ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو اور کون؟‘‘

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

الآثار

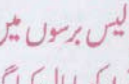

’’ملک کے نت بدلتے ہوئے سیاسی حالات سے مصالحت کرنا، فکری نسبتوں کو بدلتے رہنا، اعتقادی تقاضوں کو بھول جانا اور وقتی تقاضوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دینا پالیسی یا حکمتِ عملی نہیں، منافقت ہے۔ جس کو مغرب زدہ کور باطن اور بے بصر لوگوں نے سائنٹیفک سیاست کا نام دے رکھا ہے اور چالیس برس سے جسے کالے انگریز نے اپنی باطنی ظلمتوں کو ظاہری چمک دمک کی آستین میں چھپا رکھا ہے۔ ان چالیس برسوں میں جب بھی دین کے جسدِ اطہر پر زخم آئے اِنھی منافقوں کے خنجرِ نفاق سے آئے۔ جب بھی دینی اقدار کو پامال کیا گیا اِنھی مصلحت پسندوں کی پالیسیوں اور یورپ کے کفار ومشرکین کی پیروی میں ڈوبے ہوئے بے حمیتوں کے ہاتھوں پامال کیا گیا۔ جب بھی دین کے مسلمات کو متنازعہ بنایا گیا انھی مغرب زدہ بہروپیوں کی ابلیسی حکمتِ عملی سے متنازعہ بنایا گیا کہ جن کی ’’ویمنز‘‘ سیئات وفاحشات ہی نہیں منکرات وخبیثات بھی ہیں اور جو خود اخس وارزل ہیں۔ جن کی دنائت وخساست کے سامنے ابوجہل کا رویہ اور ابولہب کی مکاری بھی سرنگوں ہے۔‘‘

(ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ مئی ۱۹۸۸ء)

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 18 شمارہ 12 ذوالقعدہ 1428ھ — دسمبر 2007ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد —

سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی —

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

بازگشت:	اسلام کفر کے سہاروں کا محتاج نہیں	سید ابوذر بخاری	2
دل کی بات:	نیرنگیٔ سیاستِ دوراں	مدیر	3
دین و دانش:	کمالِ ایمان اور اس میں کمی بیشی کی وضاحت	مولانا عبداللطیف مدنی	4
//	اسلام کا فلسفہ حج	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	7
//	قربانی امنِ عامہ اور معاشی امن و سلامتی کے قیام کا سبب	سید عطاء المحسن بخاری	10
شاعری:	حمدِ باری تعالیٰ	علامہ طالوت	19
//	نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	سید کاشف گیلانی	20
//	سہیلی بوجھ پہیلی	شورش کاشمیری	21
//	دینِ مبیں	عادل یزدانی	22
افکار:	دین ہے یا بازیچۂ اطفال؟	مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی	23
//	"کیا کیا نہ ہوا میر شہر تیرے شہر میں"	پروفیسر خالد شبیر احمد	26
//	ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج	سید محمد معاویہ بخاری	29
//	چڑھتے سورجوں کے دوست	جاوید چودھری	33
تاریخِ احرار:	احرار......ایک تحریک	پروفیسر خالد شبیر احمد	36
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	40
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	صبیح ہمدانی	41
ترحیم:	مسافرانِ آخرت (حضرت حافظ عبدالرحیم رحمہ اللہ)	سید محمد کفیل بخاری	45
اخبار الاحرار:	مجلس احرارِ اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	49
اشاریہ:	اشاریہ "نقیبِ ختمِ نبوت" ۲۰۰۷ء	محمد الیاس میراں پوری	57

زیرِ سرپرستی —

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

مدیرِ مسئول —

سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر —

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رُفقائے فکر —

پروفیسر خالد شبیر احمد

لطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر —

محمد الیاس میراں پوری

ilyas_miranpuri@yahoo.com
ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر —

محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ———— 150 روپے
بیرونِ ملک ———— 1500 روپے
فی شمارہ ———— 15 روپے

ای میل / ایڈریس

majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

ترسیلِ زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت

اکاؤنٹ نمبر 5278-1 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: آتشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

اسلام کفر کے سہاروں کا محتاج نہیں

بدنصیب ہیں وہ علماء، وہ دینی جماعتیں اوران کے سیاسی لیڈر جو اسلام کی بجائے جمہوریت کا نام لے کر پرچم اٹھاتے پھرے، قیادت کا راگ الاپتے رہے۔ آج وہ اپنی آنکھوں سے جمہوریت کا حشر دیکھ چکے۔

انھوں نے پہلے جمہوریت کے نام پر اسلام کو برباد کیا، پھر ڈکٹیٹر شپ آئی اور ڈکٹیٹر شپ کے بعد اب پھر جمہوریت کا راگ الاپا جا رہا ہے۔

آج سن لو! جب تک اسلام کو اسلام کے نام سے نہیں لایا جائے گا، اسلام نہیں آئے گا۔ اسلام کفر کے سہاروں کا محتاج نہیں۔ کوئی کافرانہ جمہوریت، امریکی صدارتی نظام، برطانوی پارلیمانی نظام، کسی ماؤ، لینن وسٹالن کا کفریہ نظام، سوشلزم اور کمیونزم' اسلام کو نہیں لاسکتا۔ اسلام اپنے نام سے آئے گا اور کفر اپنے نام سے۔

جب تک اس سیاسی ناٹک اور فریب کا پردہ چاک نہیں کیا جائے گا' یہ مغالطہ ختم نہیں کیا جائے گا۔ مداریوں کی پٹاریوں کو کھول کر عوام کے سامنے عریاں نہیں کیا جائے گا، جب تک آپ کی قوت فکر وعمل ایک نہیں ہوگی۔ تمام مکاتب فکر اسلام کے دستور پر اکٹھے نہیں ہوں گے' اسلام نہیں آئے گا۔

آپ لکھ رکھیں! آپ کی مساجد باقی نہیں چھوڑی جائیں گی، مدارس چھین لیے جائیں گے، بخارا وتاشقند کی یاد تازہ کرنے کا پروگرام آؤٹ ہو چکا ہے، مولویوں کی لاشیں حجروں سے برآمد کی جائیں گی۔ سب کچھ دھیرے دھیرے لایا جا رہا ہے، جنھوں نے نہیں سنا وہ سن لیں اور جو سن کر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہیں، وہ سوچ لیں! ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ کل اگر تم پر کوئی مصیبت اور عتاب آیا تو ہم جس طرح پہلے اس مسئلہ میں پاک دامن تھے آئندہ بھی ہمارا دامن ان اعتراضات سے پاک ہوگا۔

جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

خطاب شرکاء جلوس، احرار کانفرنس چنیوٹ، ۲۴ر مارچ ۱۹۷۲ء

دل کی بات

مدیر

نیرنگئ سیاستِ دوراں

ملک میں ایمرجنسی نافذ، عوام کے بنیادی حقوق معطل، عدلیہ پابہ جولاں، وکلاء زخمی، سیاسی کارکن نظر بند، ذرائع ابلاغ پر ''پیمرا'' کا راج، پی سی او کا ٹھاٹھ باٹھ، اپنا قانون، اپنی بات، سیاست دانوں میں انتشار، عدالتِ عظمیٰ کا انصاف، جنرل پرویز مشرف کا صدارتی انتخاب، بغیر وردی صدر تیار، ق لیگ خوار، آرڈی نینسوں کی بھرماراور جنوری ۲۰۰۸ء میں عام انتخابات۔

سال پہلے بی بی، بابو لندن میں مل بیٹھے، بخت وپڑ کی، جنرل کے اقتدار کو چیلنج کیا، اصلی آقاؤں کی منتیں کیں، ترلے مارلے، ہاتھ پاؤں جوڑے، اگلی پچھلی خطاؤں کی معافی مانگی تو آقا نے کچھ امید دلائی۔ بابو نے لندن میں اے پی سی کا اعلان کیا۔ سب آئے مگر بی بی نہ آئی۔ اے آرڈی کی رحلت اور اے پی ڈی ایم کی ولادت ہوئی۔ بابو نے جلدی کی اور عدالتِ عظمیٰ سے وطن واپسی کا پروانہ لے کر ۱۰رستمبر ۲۰۰۷ء کو لندن سے روانہ ہو کر اسلام آباد ائر پورٹ پر اترے تو باوردی جناتِ نے کانوں سے پکڑ کر دوسرے جہاز میں سوار کیا اور پھر سعودیہ واپس بھیج دیا۔ قومی مفاہمتی آرڈیننس تیار ہوا۔ ۱۸راکتوبر کو بی بی آئی، ۲۵رنومبر کو بابو آ گیا۔ اب تک باوردی صدر نے ایمرجنسی لگا کر وہ سب کچھ کر لیا جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ بی بی سے ڈیل کے لیے جنرل کو دبئی جانا پڑا اور بابو کو لانے کے لیے عمرہ کرنا پڑا۔ بابو تو اور ہی شان سے آیا ہے۔ شاہی مہمان، شاہی جہاز، جدہ سے ریاض، ریاض سے جدہ، جدہ سے مدینہ منورہ اور روضۂ اقدس پر حاضری کے بعد سیدھے ''داتا دربار''۔ واہ ری سیاست!

''شہنشاہِ معظم'' تیزی سے ایجنڈا مکمل کر رہے ہیں۔ شاہ پرویز سے کرپٹ بے نظیر اور سزا یافتہ نواز شریف دونوں کی منتیں کرا کے آٹھ سال بعد اعزاز و اکرام کے ساتھ قبول کرایا جا رہا ہے۔ لیکن مجلس عمل عجیب مخمصے میں ہے:

''نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں''

قاضی جی کچھ کہتے ہیں اور مولانا فضل الرحمٰن کچھ ''ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ'' اے پی ڈی ایم، پیپلز پارٹی مجلس عمل، پھر ان اتحادوں میں شامل ہر جماعت کا اپنا اپنا مؤقف! انتخابات کا بائیکاٹ؟ احتجاجاً حصہ لیں گے، میدان کھلا نہیں چھوڑیں گے۔

جس طرف کی تان سنئے ، اک نرالا راگ ہے
شوق ، اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہے

وزیرستان اور سوات میں جنگ، عام شہریوں کا قتل عام، راولپنڈی اور اسلام آباد کے حساس فوجی علاقوں میں تیسری بار خودکش دھماکے۔ اگر یہ امن ہے تو جنگ کیا ہے۔ کیا ریاست اپنے قیام کا جواز تو نہیں کھو رہی؟ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کا حل کون نکالے گا؟ بی بی، بابو، مولانا......؟ ایمرجنسی کب ختم ہوگی؟ انتخابات شفاف ہوں گے؟ کون جیتے گا، کون ہارے گا؟ جنرل بغیر وردی میں کب تک صدر رہیں گے؟

اک معمّا ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کا ہے کو ہے ، خواب ہے دیوانے کا

کمالِ ایمان اوراس میں کمی بیشی کی وضاحت

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اِسْتِکْمَالِ الْاِیْمَانِ وَزِیَادَتِہٖ وَنُقْصَانِہٖ

درسِ حدیث

مولانا عبداللطیف مدنی

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ الْبَغْدَادِیُّ اَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّۃَ نَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَّاَلْطَفُھُمْ بِاَھْلِہٖ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَلَا نَعْرِفُ لِاَ بِیْ قِلَابَۃَ سَمَاعًا مِنْ عَائِشَۃَ وَقَدْ رَوٰی اَبُوْ قِلَابَۃَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیْعٍ لِعَائِشَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ غَیْرَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ وَاَبُوْقِلَابَۃَ اِسْمُہٗ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ زَیْدٍ الْجَرْمِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ قَالَ ذَکَرَ اَیُّوْبُ السَّخْتِیَانِیُّ اَبَاقِلَابَۃَ فَقَالَ کَانَ وَاللّٰہِ مِنَ الْفُقَھَاءِ ذَوِی الْاَلْبَابِ.

ترجمہ:

حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کامل ترین مومن وہ شخص ہے جس کے اخلاق عمدہ ہوں اور وہ اپنے گھر والوں پر بہت مہربان ہو۔

تشریح:

ایمان میں کمی بیشی کا مسئلہ گزر چکا ہے کہ کمالِ ایمان میں کمی، زیادتی ہوتی رہتی ہے نہ کہ نفس ایمان میں، وہ تو صرف تصدیقِ قلبی کا نام ہے جو بسیط ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ ھُرَیْمُ بْنُ مِسْعَرٍ الْاَزْدِیُّ التِّرْمِذِیُّ نَا عَبْدُالْعَزِیْزِبْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُھَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَوَعَظَھُمْ ثُمَّ قَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنَّکُنَّ اَکْثَرُ اَھْلِ النَّارِ فَقَالَتْ اِمْرَاَۃٌ مِنْھُنَّ وَلِمَ ذَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِکَثْرَۃِ لَعْنِکُنَّ یَعْنِیْ وَ کُفْرِکُنَّ الْعَشِیْرَ قَالَ وَ مَارَاَیْتُ مِنْ نَا قِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَغْلَبَ لِذَوِی الْاَلْبَابِ وَذَوِی الرَّأْیِ مِنْکُنَّ قَالَتْ اِمْرَاَۃٌ مِنْھُنَّ وَمَا نُقْصَانُ عَقْلِھَا وَدِیْنِھَا قَالَ شَھَادَۃُ امْرَاَتَیْنِ مِنْکُنَّ بِشَھَادَۃِ رَجُلٍ وَ نُقْصَانُ دِیْنِکُنَّ الْحَیْضَۃُ فَتَمْکُثُ اِحْدَاکُنَّ الثَّلَاثَ وَالْاَرْبَعَ لاَ تُصَلِّیْ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَابْنِ عُمَرَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا، ان کو نصیحت فرمائی پھر عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ وخیرات کرو اس لیے کہ تم میں سے اکثر دوزخ میں جانے والی ہیں ۔ یہ سن کر ان میں سے ایک عورت نے کہا: یا رسول اللہ اس کا سبب؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لعن طعن بہت کرنے کی وجہ سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عقل اور دین میں کمزور ہونے کے باوجود ہوشیار و دانا مرد پر غالب آنیوالی تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ ان میں سے ایک نے کہا ہماری عقل اور دین کا کیا نقصان ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے اور تمہارے دین کا نقصان (تمہارے مخصوص دن ہیں) کہ تم میں ہر ایک تین چار دن ٹھہری رہتی ہے نماز نہیں پڑھتی ۔

تشریح:

عام طور پر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی تقریب یا مجمع میں پہنچتی ہیں تو دنیا کی بھر کی باتیں برائی بھلائی اور لعن طعن کی بوچھاڑ کرنا شروع کر دیتی ہیں اسی طرح شوہر ان کے آرام و آسائش کے لیے کتنی ہی محنت و شفقت اٹھائے اور ان کو خوش رکھنے کے لیے کتنے ہی پاپڑ بیلے مگر ان کی زبان سے شکر کی بجائے ناشکری ہی کے الفاظ نکلتے ہیں ۔ ایک جہاندیدہ دانا آدمی عورتوں کی ایسی ہی ذہنیت کی ترجمانی کرتا ہوا کہتا ہے کہ اسی حالت میں اگر عورت سے پوچھا جائے کہ تیرے پاس کپڑے ہیں تو کہتی ہے بس وہ دو چیتھڑے ہیں، وہی تھے کپڑے جو میں اپنے ماں باپ کے گھر سے لائی تھی ۔ اگر کہا جائے کہ تمہارے پاس جوتے ہیں تو کہہ دیتی ہے وہ دو لیترے ہیں، وہی تھے جوتے جو میں اپنے باپ کے گھر سے لائی تھی ۔ اگر پوچھا جائے گھر میں تمہارے پاس برتن ہیں تو کہہ دیتی ہے کہ بس وہ دو ٹھیکرے ہیں، وہی تھے جو میں اپنے ماں باپ کے گھر سے لائی تھی ۔ بس دو چیتھڑے، دو لیترے اور دو ٹھیکرے کہہ کر سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیتی ہے ۔ یہ ہے ان کا کفر احسان' جس سے ان کی آخرت برباد ہوتی ہے ۔ اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس خاص عیب کی نشان دہی فرمائی اور فرمایا تم ان باتوں کو ہلاکت جانو (یہ وہ گناہ ہیں جن کی وجہ سے دوزخ میں تم عورتوں کی تعداد مردوں کے اعتبار سے زیادہ ہوگی اس لیے تم صدقہ وخیرات کرتی رہا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تمہارے گناہوں کی مغفرت ہو جائے)

فائدہ:

یاد رہے کہ عورتوں میں عقل کی کمی یا ان کے دینی نقصان کا اظہار تحقیر کے لیے ہرگز نہیں بلکہ قدرت کے تخلیقی توازن کی جانب اشارہ ہے، رہا شرفِ انسانیت تو اس میں مرد عورت دونوں کا درجہ برابر ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِ يْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ بَاباً فَاَدْنَا هَااِمَا طَةُالْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَ اَرْفَعُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰكَذَارَوٰى سُهَيْلُ

بْنُ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَرَوٰی عُمَارَۃُ بْنُ غَزِیَّۃَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِیْمَانُ اَرْبَعَۃٌ وَّسِتُّوْنَ بَاباً حَدَّثَنَا بِذٰلِکَ قُتَیْبَۃُ نَا بَکْرُبْنُ مُضَرَّ عَنْ عُمَارَ ۃَ بْنِ غَزِیَّۃَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ستر سے کچھ اوپر دروازے ہیں سب سے کم درجہ کا دروازہ راستہ سے تکلیف دینے والی چیز کا ہٹا دینا ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ کا دروازہ زبان ودل سے ”لاالہ الا اللّٰہ“ کہنا ہے

تشریح:

ایمان بمنزلہ ایک گھر کے ہے اور جتنی نیکیاں اور خوبیاں ہیں جیسے صبر، شکر، قناعت، سخاوت، شجاعت اور شوق عبادت سب اس کے دروازے ہیں اور یہ فرمایا کہ ایمان کے ستر سے کچھ اوپر دروازے ہیں۔ اس سے مراد کثرت ہے۔ کیوں کہ نیکیوں کی کوئی انتہا اور حد نہیں ہے۔ سب سے کم درجہ کا دروازہ راستہ سے تکلیف دینے والی چیزوں کا ہٹانا ہے۔ مثلاً راستے میں کانٹے یا پتھر پڑے ہوں یا نجاست یا غلاظت پڑی ہو یا کوئی بھی ایسی چیز ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف پہنچے تو انسانی واخلاقی فریضہ ہے کہ اس کو دور کر کے راستہ صاف کر دے اور سب سے اعلیٰ درجے کا دروازہ زبان اور دل سے اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ موت وحیات اور نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہے مشکل کشا، حاجت روا، علّام الغیوب اور ہر جگہ اور ہر آن موجود اللہ تعالیٰ ہی ہے غرضیکہ ایمان کا کمال اور اسلام کا حسن وجمال انھی دروازوں سے حاصل ہوتا ہے اللہ توفیق ارزانی فرمائے۔ (آمین)

سوال: ایک روایت ہے کہ ایمان کے چونسٹھ دروازے ہیں اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ساٹھ سے کچھ اوپر ہیں تو یہ تعارض ہے۔

جواب: (۱) پہلے کم کا علم دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے **ستون** فرمایا پھر بعد میں اضافہ کر دیا تو آپ نے **سبعون** فرمادیا اور یہ بالکل ظاہر ہے کیونکہ احکام بتدریج نازل ہوئے ہیں۔

(۲) عددِ اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا کیونکہ اکثر میں اقل بھی موجود ہوتا ہے۔

(۳) **بضع و سبعون** والی روایت' روایت بالاکثر ہے۔ لہٰذا یہ راجح ہے اور وجہ ترجیح یہ ہے کہ ثقار کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔

(۴) محققین کی رائے یہ ہے کہ تحدید یعنی تعیین عدد مراد نہیں بلکہ مرد تکثیر ہے یعنی یہ بتانا مقصود ہے کہ ایمان کے بہت سے دروازے ہیں اور عرب میں **سبعون** کا لفظ تکثیر کے لیے مستعمل ہے اس صورت میں اختلافی روایات کا اشکال بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اسلام کا فلسفہ حج

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا جس کو اس کی استطاعت ہو۔''

لسان نبوت نے حج کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کے بلند درجہ کا بہت اہتمام اور تاکید کے ساتھ ذکر کیا ہے۔اس لیے کہ اسی سے دل میں طلب وشوق اور ایمان واحتساب کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور جب تک یہ دونوں چیزیں کسی عمل کے ساتھ وابستہ نہ ہوں اور اس کا محرک نہ بنیں، اس عمل کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حج مبرور کا جنت سے کم کوئی بدلہ نہیں۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور بدکلامی اور بدگوئی اور فسق وفجور سے اپنے کو محفوظ رکھا تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسا اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''حج اور عمرہ کے درمیان متابعت کرو، اس لیے کہ یہ دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے یا چاندی کے میل کو صاف کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت سے کم کوئی چیز نہیں۔اور جب مومن احرام میں ہوتا ہے تو سورج غروب ہونے کے ساتھ اس کے تمام گناہ بھی زائل ہو جاتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتنی بڑی تعداد میں جہنم سے آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن۔'' (مسلم) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان۔'' اس کے بعد عرض کیا گیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا ''اللہ کے راستہ میں جہاد۔'' دریافت کیا گیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا ''حج مبرور۔'' (متفق علیہ)

جہاں تک احرام کا تعلق ہے وہ حاجی میں شعور اور بیداری پیدا کرنے اور غفلت وذہول دور کرنے کے لیے ہے۔وہ اس کے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ وہ کسی بڑی مہم کو سر کرنے کے لیے جا رہا ہے اور سب سے مقدس شاہی دربار میں حاضر ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ اس میں مظاہر اور مصنوعی آرائش وزیبائش سے بالکلیہ آزادی ہے۔اس لحاظ سے یہ

احرام حج کے لیے وہ حیثیت رکھتا ہے جو نماز کے لیے تکبیر تحریمہ۔ جو نمازی کو ایک نئی فضا میں پہنچا دیتی ہے اور آزادی سے نکال کر تھوڑی دیر کے لیے قید و پابندی میں ڈال دیتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ بلند آواز کے ساتھ تلبیہ کو کہنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا حج افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (چیخنا چلانا اور پراگندہ حال رہنا) نفس کو بیدار و ہوشیار اور مقاصد حج سے آگاہ رکھنے میں اور اس کو ایمان و محبت، ذوق وشوق اور اللہ تعالیٰ کے دربار عالی میں جبہ سائی اور ناصیہ فرسائی کے جذبات و کیفیات سے مست و سرشار کرنے میں تلبیہ کا بڑا حصہ ہے۔ اس سے حاجی کے جسم وجان اور اعصاب میں ایمان و روحانیت کا کرنٹ اس طرح طاقت اور تیزی سے دوڑ جاتا ہے جس طرح برقی لہر تاروں میں، وہ اس کو اسلام کے اس رکن عظیم (حج) کے لیے تیار کرتا ہے جس کی طلب و استعداد، احساس وشعور اور اہتمام وتیاری کا موقع اس کو بعض اوقات نہیں ملتا۔ جب وہ ''**لبیک الھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمدو النعمۃلک و الملک لاشریک لک**'' کی صدا لگاتا ہے تو حج کے بلند مقاصد اور اس کی روح اور اسپرٹ اس کے سامنے پوری رعنائی و دلربائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ صبر وضبط کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور محبت وشوق کا ساغر بے ساختہ چھلکنے لگتا ہے۔ توحید کا شعلہ اس کی رگوں میں آتش سیال کی طرح دوڑ جاتا ہے اور اسکے سارے وجود کو بے قرار و سیماب وش بنا دیتا ہے اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور حاملین دعوت کے ساتھ فکری و روحانی طور پر وابستہ ہو جاتا ہے اور ان کی جماعت میں گھل مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حج کو دو حرمتیں یا عزتیں اور خصوصیتیں عطا کی ہیں، زمان کی حرمت اور مکان کی حرمت، اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس رکن عظیم کی عظمت وجلال اور اپنی ذمہ داری اور فرض منصبی کا استحضار اور احساس حاجی کے اندر پوری قوت کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی تمام نقل وحرکت اور قیام وسفر میں ذکی الحس، حاضر دماغ اور بیدار وہوشیار رہتا ہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس روحانی فضا سے غافل اور بے پروا نہیں ہوتا جو اس کے گرد وپیش میں محیط ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> بیشک مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ ہی مہینہ ہیں۔ کتاب الٰہی میں (اس روز سے) جس روز کہ اس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور ان میں سے چار (مہینہ) حرمت والے ہیں یہی دین مستقیم ہے سوتم ان (مہینوں) کے باب میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> ''بیشک زمانہ اپنی اصل شکل پر لوٹ گیا ہے۔ جس دم اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے ان میں چار حرمت والے مہینے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔'' (مسلم)

جہاں تک مکان کی حرمت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''(آپ کہہ دیجئے) مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں عبادت کروں اس شہر کے مالک (حقیقی) کی جس نے اسے محترم بنایا ہے اور سب چیزیں اسی کی ملکیت ہیں اور مجھے حکم

ملا ہے کہ میں فرمانبردار بنوں۔'' (نمل) ''اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی۔'' (حج) اس میں انسان کو مختلف حالات پیش آتے ہیں۔ مختلف لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ نئے نئے لوگوں کی طویل عرصہ تک صحبت و رفاقت رہتی ہے، طرح طرح کے معاملات سامنے آتے ہیں اور یہ سب چیزیں بہت سے ممنوعات، غلط قسم کی ترغیبات اور ایک دوسرے کے ساتھ کشمکش اور لڑائی جھگڑے کی حد تک پہنچا سکتی ہے۔ حاجی اس سفر میں بہت سی چیزوں سے تنگ دل ہوتا ہے۔ بعض اوقات کسی ناگوار بات سے اس کی طبیعت میں سخت اشتعال پیدا ہوتا ہے اور اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بعض اوقات اس سے ایسی باتیں سرزد ہو جاتی ہیں جن کو وہ اپنے وطن اور اپنے گھر میں بھی برا سمجھتا تھا اور حتی الامکان ان سے بچتا تھا۔ وہ بعض ایسی مصیبتوں اور اخلاق قبیحہ میں گرفتار ہو جاتا ہے جو حج کی روح اور مقاصد کے یکسر منافی ہیں۔ حج میں ان چیزوں کی ممانعت خاص طور پر اسی لیے آئی ہے کہ اس میں اس کا احتمال اور بڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> ''حج کے (چند) مہینے معلوم ہیں، جو کوئی ان میں اپنے اوپر حج مقرر کرے تو پھر حج میں نہ کوئی فحش بات ہونے پائے اور نہ کوئی بے حکمی اور نہ کوئی جھگڑا اور جو کوئی بھی نیک کام کرو گے، اللہ کو اس کا علم ہو کر رہے گا۔ اور زادراہ لے لیا کرو، اور بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔ سوائے اہل فہم! میرا ہی تقویٰ اختیار کیے رہو۔'' (بقرہ)

ان قوانین، احکام اور تعلیمات نے (جن کا تعلق قلب و جوارح، نیت و عمل اور زمان و مکان سے براہ راست ہے) حج کو تقدس و طہارت، تورع و زہد، مراقبہ و حضور، محاسبۂ نفس اور مجاہدہ و جہاد کی ایک ایسی خلعت عطا کی ہے جو دوسرے مذہبوں اور ملتوں کے اس قسم کے اعمال میں ہرگز نہیں ملتی۔ ان کی وجہ سے نفس انسانی، اخلاق عامہ اور نظام زندگی پر جو اثرات پڑتے ہیں' اس کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث قدسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ ''جس نے خالص اللہ کے لئے حج کیا اور پھر دورانِ حج نہ بری بات زبان سے نکالی نہ فسق وفجور اختیار کیا تو ایسا ہو کر لوٹا جیسا اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔'' (بخاری و مسلم) حج بیت اللہ کا عالمگیر اجتماع پوری دنیا کے مسلمانوں کو بھائی چارے کی شکل دیتا ہے جس کی بنیاد شرف انسانیت وعقیدۂ توحید پر ہے۔ دوسرا مقصد دین حنیف کے امام وعلمبردار حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلق کی تجدید اور ان کی میراث کی حفاظت کا عہد ہے۔ تیسرا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے روحانی فرزندان اور نام لیواؤں کے باہمی ارتباط میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حج کا عالمگیر سالانہ اجتماع نسلی ولسانی، وطنی وعلاقائی قومیتوں کے خلاف اسلامی قومیت کا مظہر ہے جہاں تمام مسلمان ایک ہی لباس میں ایک ہی طرح اپنے رب کے حضور عرض کرتے ہیں کہ ہم حاضر ہیں۔ حج بیت اللہ کے ذریعے مسلمانان عالم کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں، اپنے مسلک توحید کی اشاعت وفروغ کے لیے لائحہ عمل تیار کریں کیونکہ اسی میں مسلمانان عالم ہی نہیں تمام دنیا کی بقاء وسلامتی ہے۔ حج صرف ان لوگوں کا ہوگا جو صرف رضائے الٰہی کے لیے جاتے ہیں اور ان کے لیے ارشاد ہے کہ وہ ایسا ہے جیسے آج پیدا ہوا ہے اور اس کی جزا اللہ کے پاس جنت ہے۔

قربانی

امن عامہ اور معاشی امن وسلامتی کے قیام کا سبب

ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اسلام امن وسلامتی کا ہی نام ہے اسلام کے ہر عمل سے سلامتی پیدا ہوتی اور امن پھیلتا ہے ہر باشعور آدمی غور وفکر کی نعمت سے اس حقیقت کو پا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل انسانوں کے اعمال جس برائی، خباثت اور شیطنت سے آشنا ہو چکے تھے اسلام نے انہی اعمال کو اسوۂ حسنہ میں پابند کر کے محبت، آدمیت، امن، سلامتی اور عافیت پیدا کر دی۔ غور فرمایئے قبائل کے سرداراوران کے ساتھی کھانا کھا رہے ہیں ہمہ قسم نعمت ان کے سامنے چن دی گئی ہے مگر کیا مجال کہ غلام اس کی طرف دیکھ بھی جائے۔ روساء وبزرجمہر کھا پی کے فارغ ہوں گے۔ تو بچا کھچا ان کے منہ میں بھی پہنچ جائے گا جو غلام ہونے کا طعنہ سینے پر سجائے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے آ کر مکارم اخلاق پیدا کئے۔ اسی معاشرے میں غلام کو آقا کے برابر اور فقیر کو امیر جیسا کر دیا۔ من وتو کی تمیز ختم کر دی۔ معاشرے میں حسن پیدا کیا۔ جو نہ کلیوں میں نہ غنچوں میں' نہ پھولوں میں نہ بہاروں میں ہے۔ دنیا کے کسی نظام میں بھی یہ حسن وخوبی' یہ برابری وبرادری نہیں ہے۔ دنیائے فکر میں انقلاب بپا کیجئے اور چودہ سو برس کی الٹی زقند لگایئے۔ چشم خرد کھولئے اور ملاحظہ کیجئے کہ مولائے کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ لکڑی کے ایک پیالے میں لقمے لگا لگا کر کھا رہے ہیں۔ غلام آقا کے روبرو ہے نظر وتوجہ کی نعمتوں سے بھی مالا مال ہو رہا ہے اور معاش و معاد کے لمحے بھی سنوار رہا ہے۔ جی ہاں یہ وہی بلال ہے جسے کفارِ مکہ کا جمہوری نظام اور جمہوری گماشتے اپنے برابر دیکھنا نہیں چاہتے تھے اور اسے غلام ہی مارنا چاہتے تھے، اسی طرح قربانی کا عمل بھی معاشرے میں امن وسلامتی اور بلندی پیدا کرتا ہے۔

قربانی تو زمانہءِ جاہلیت میں بھی امن وسلامتی اور سفر کے خطرات سے بچاتی تھی۔ عرب کا معمول تھا کوئی شخص اگر حج کے لئے آمادہ سفر ہے تو اسے اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹے ڈال کر ساتھ رکھنا پڑتا۔ اور یہ قربانی کا پٹہ ہی راستے کے خطرات ومشکلات کے بچنے کی علامت ہوتا۔ نتیجہ یہ نکلتا کہ ایسا مسافر اپنے ساز وسامان سمیت منزل مراد پر پہنچ جاتا۔ حج کرتا، قربانی دیتا اور رضاء الٰہی کی نعمتیں سمیٹتا واپس لوٹ جاتا۔ قربانی کے اس جانور کو ہُدی کہا جاتا ہے۔ ویسے عربوں میں یہ دستور تھا کہ دین ابراہیمی کے مطابق وہ چار مہینوں کا بہت احترام کرتے یعنی رجب، ذی قعد، ذی الحج، اور محرم...... یہ مہینے پر امن اور عافیت وسلامتی کے مہینے تھے قرآن کریم نے بھی ان مہینوں کے باعزت وباوقار ہونے کا ذکر فرمایا ہے مِنھا اربعۃٌ حُرم ان میں سے چار بہت معزز ہیں۔

اِنھی چار ماہ کے اعزاز واکرام میں عرب اپنی جاہلیت کی عادتیں لڑائی جھگڑے ختم کر دیتے تھے۔ ذی الحجہ کا مہینہ بھی انہی مکرم ومحترم مہینوں کا حصہ ہے۔ جس میں قربانی، حج اور عبادات اس کا جزو لاینفک ہے۔ اس لئے بھی یہ امن وامان اور عافیت وسلامتی کا پیغام سرمدی ہے۔ امن عامہ کی نوید الٰہی ہے۔ مگر ہمارے معاشرہ میں چونکہ اسلام کو ثانوی حیثیت دیدی گئی ہے اور جمہوریت کو پہلی پوزیشن اس لئے موجودہ معاشرے پر پھٹکار پڑ رہی ہے۔ عرب جہلا تو پٹے والے قربانی کے جانوروں کی لوٹ مار نہیں کرتے تھے۔ ''یہ جمہوریت زادے'' اور ''روشن خیال'' تو وہ بھی نہیں چھوڑتے۔ اس عمل خبیث میں یہ اُن سے بھی آگے نکل گئے۔ لوگوں نے مہندی، جھانجر، زنجیر اور پٹے قربانی کی تمام نشانیوں سے اپنے قربانی کے جانوروں کو مرصع کیا ہوتا ہے مگر یہ فرزندانِ ناہموار اسے بھی چوری کرنے سے باز نہیں آتے اگر ''لبرل اسلام'' کے ماننے والے منافقین اپنے رویے تبدیل کر کے حقیقی اسلام کے پیروکار بن جائیں یعنی مکمل مومن بن جائیں تو امت کو یہ روز سیاہ دیکھنا نصیب نہ ہو! اس پر مستزاد یہ کہ ان چوروں اور حرام خوروں کو پاکستان کی رسوائے زمانہ تعزیرات سزا نہیں دیتی بلکہ ''لبرل اسلام'' کی نمائندہ کمیونٹی جو حدود اللہ کو ''وحشیانہ'' سزائیں کہتی ہے وہ وحشی اور جنگلی بھی اس درندگی پر بہت پریشان ہیں مگر امن قائم نہیں کر سکے۔ جو دن بھی طلوع ہوتا ہے، وہ فسق وفجور کی تمازت بڑھا دیتا ہے۔ خود کو ترقی یافتہ کہنے والے یورپ کے اندھے مقلد پاکستان میں خیر پیدا نہیں کر سکے۔ پاکستان کی سیکولر سیاسی قوتیں شر، فتنہ وفساد اور تباہی کی نمائندگی کرتی، اسے پھیلاتی اور حکومت کرتی ہیں۔ یہ چار پانچ فیصد جو امن کے روح پرور مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ صرف ان دینی اعمال کی وجہ سے ہیں جو مسلمان انفرادی اور ذاتی ذوق کی بنیاد پر کرتے ہیں ورنہ ریاست کے قانون بَد نے تو انکارِ اعمال کی کھلی آزادی دے رکھی ہے۔ اللہ کی پناہ۔

قربانی اپنے شاندار ماضی، امن وسلامتی پر سچی تاریخی روایت وشہادت رکھتی ہے۔ دورِ حاضر میں قربانی نہ صرف یہ کہ امن کا پیغام ہے بلکہ مسئلہ معاش کا عظیم پہلو بھی اپنے جلو میں رکھتی ہے کہ اس عمل صالح کی بدولت معاشی بدحالی ختم ہوتی اور معاشی امن پیدا ہوتا ہے۔ سینکڑوں غریب امیر ہو جاتے ہیں۔ قرآن کا حکم ہے:

فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر. (پ۱۷ الحج آیت ۲۸) سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج بے حال کو۔

فکلوا منھا و اطعموا القانع والمعتر. (پ۱۷۔ الحج آیت ۳۶)

سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بیقراری کرنے والے کو۔

ہمارے معاشرہ میں سرمائے کی غیر منصفانہ تقسیم اور یورپ کے معیارِ زندگی کی نقالی نے معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔ اعلیٰ طبقہ کہلانے والے لوگ اخلاق سے عاری، ہمدردی سے محروم، اخوۃ، برادری اور برابری کے شائستہ جذبات کو خیر باد کہہ کر دوسرے تیسرے اور چوتھے طبقہ کے لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ ہمارے معاشرے کا دوسرا تیسرا اور چوتھا طبقہ زندگی کی راحتوں سے مجبور اور معاشی حالات سے رنجور ہے اور سفید پوشی، ظاہر داری اور برادریوں کے جذبۂ تقابل میں اس قدر چُور چُور ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ معاشرے کے جن لوگوں کے پاس مال ومنال زر وجواہر اور دھن دولت موجود ہے۔ پھر اُن میں سے جو اس دولت کو دین کے احکام کے مطابق صرف کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں صدقات دیتے ہیں انفاق عام کرتے ہیں وہ جب قربانی دیں گے تو معاشرہ کے ایسے افراد جو بے چارے مال کی کمی کے سبب

ہفتوں اور مہینوں تک گوشت کی شکل سے نا آشنا اور اس کی لذت سے محروم رہتے ہیں۔قربانی کرنے والا خود کھائے تو اس کی اجازت ہے اس لئے کہ ''فکلوا منھا'' امرِ استحباب ہے امرِ وجوب نہیں یعنی اجازت ہے حکم نہیں جیسے
واذا حللتم فاصطادوا . (پ٦۔المائدہ۔آیت٢) اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔

اپنے گھر کے لئے رکھ لے تو اجازت ہے اگر نہ رکھے تو بہتر ہے اور واجب ہے کہ وہ قربانی کا گوشت بے حال، محتاج، نادار، بے یارومددگار اور ایسا مسکین جو قانع صابر محروم ہو اور ایسا مسکین بھی جو سائل اور بے قرار ہو بھوک کے ہاتھوں تنگ آ کر مانگنے لگ جائے سب کو تلاش کر کے پہنچایا جائے۔ایسے ضرورت مندوں کو زکوٰۃ صدقات وغیرہ کی طرح قربانی کا گوشت پہنچانے سے ان کی طبعی تندی ترشی اور حالات سے پیدا شدہ نفرتیں کم ہوں گی۔غضب وانتقام کی جگہ محبت واحترام پیدا ہوگا۔لوٹ مار قتل وغارتگری کی بجائے حفاظت وخدمت کے نیک جذبات ظہور پذیر ہوں گے۔معاشرہ میں امن وسلامتی غالب آئے گی یعنی خیر طالب اور شر مغلوب ہوگا۔رودے اور کھالیں بھی معاشرے کے انہی پسے ہوئے لوگوں کا حق ہے۔قصاب قطعاً کھال رودے اُجرت میں نہیں لیجا سکتے قربانی کے جانوروں پر ڈالے گئے کپڑے گھنٹیاں زنجیریں جھانجریں وغیرہ سب چیزیں غرباء کا حق ہیں۔جب غرباء کو ان کا شرعی حق مال کی صورت میں پہنچے گا تو معاشی ناہمواری دور ہوگی اور معاشی ناہمواری کے دور ہونے سے جذبہ حسد ورقابت بھی دور ہوگا جس کا نتیجہ ہے خوشحالی مختصراً ملاحظہ کریں۔

قربانی کے فوائد:

(۱)　ایک طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔قربانی کے لیے جانور خریدے گئے۔بیچنے والے کو مال منتقل ہوا۔ اُسے کچھ روز گھر میں رکھا، خدمت کی، گھاس دانہ کھلایا

(۲)　دوسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔قصاب نے ذبح کیا اور مزدوری لی۔

(۳)　تیسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی، کھال فروخت ہوئی یا خیراتی اداروں میں تقسیم ہوئی۔

(۴)　چوتھے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔رودے، زنجیر، کپڑا، جھانجر فروخت ہوئی۔ان کی قیمت مساکین یتامیٰ، بیوگان محتاج، غریب، دینی کارکن، دینی مدارس کے مسافر طلباء واساتذہ میں مختلف صورتوں میں تقسیم ہوئی۔

(۵)　پانچویں طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔سرمایہ انجماد سے بچا۔ایک ہاتھ میں نہ رہا مختلف ہاتھوں میں پہنچا ملک وقوم کو فائدہ پہنچا۔ایسا اہم اور عظیم عمل جس سے معاشرے کے پانچ طبقوں کو فیض، نفع اور فائدہ پہنچتا ہو اس کی مخالفت کرنا کہاں کی خدمتِ انسانی اور خدمتِ حیوانی ہے۔یا دانشمندی ہے؟ بجز اس کے کہ

بک رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہاں یہ سیکولرسٹوں کا ''روشن اور لبرل اسلام'' تو ہو سکتا ہے دین حقیقی نہیں۔

قربانی اور قربانی کے جانور:

قربانی اور قربانی کے جانور شعائر اللہ میں سے ہیں۔(پ۱۷۔الحج آیت ۳۶)

ایسے لوگ جو بے رحمی اور حیوانات کے انسداد کی ذیل میں قربانی کے عمل کو رد کرتے ہیں یا مال کے ضیاع کی نام نہاد حکمت کی بنیاد پر اس کو غلط قرار دیتے ہیں وہ لوگ بنیادی طور پر جاہل وظالم ہیں۔ اس لئے کہ قرآن حکیم نے قربانی اور قربانی کے جانوروں کی حیثیت دین اسلام کی علامتوں میں سے دو علامتیں قرار دی ہیں۔ دین کی علامتوں کی تعظیم دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔ ان شعائر کا احترام نہ کرنے والے لوگ خلوص سے محروم ہیں۔ شعائر اللہ کی باقاعدہ و باضابطہ شرعی حیثیت وعظمت ہے۔ اس عمل کی ایک مذہبی، شرعی اور قانونی تاریخ ہے اس کی تردید، تغلیط اور توھین، احکام ومسائل اور قوانین قرآنی سے بے خبری، لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے۔ پھر ایسا آدمی جو قربانی جیسے عمل خیر کو روکتا ہے، اس کے خلاف ذہنوں کو ہموار کرتا ہے اور فضول قسم کی باتیں جو یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں' کرتا رہتا ہے۔ وہ معاشرے کو باہم ایک دوسرے سے کاٹنا چاہتا ہے۔ قربانی کے عمل سے معاشرہ کے تمام طبقات باہم مربوط ہوجاتے ہیں اور یہ حیوانات پر رحم کرنے والا نام نہاد مہربان انسانوں کو محبت، مودّت، ارتباط، معاشرتی ترقی سے محروم کرنے والا ظالم، سفاک اور خود غرض ہے کہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا!

پیغام:

عید، خوش خوراکی وخوش پوشاکی اور کھیل کود کا نام ہی تو نہیں بلکہ عید عبارت ہے......

اجتماعیت ویکجہتی سے

قربانی وایثار سے

عدل وتقویٰ سے

حق شناسی وخدا خوفی سے

محبت، ادب اور اخلاص سے

مودّت اور اخوت کے پاکیزہ جذبات سے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ.

''اللہ کو نہیں پہنچتے ان کے گوشت اور نہ لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)۔'' (پ: ۱۷، الحج، آیت: ۳۷)

احکام ومسائل

● **تمہید:** قربانی جدُّ الانبیاء اور مجدّد الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہم السلام اور سید الاوّلین، قائد المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس یادگار اور ابدی سنت ہے...... حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ایام قربانی میں اللہ تعالیٰ کو اپنے نام پر بہائے ہوئے خون قربانی سے زیادہ کوئی چیز اور عمل پسند نہیں۔ ذبح کے وقت خون کا ہر قطرہ زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی خدا کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔ نیز فرمایا: ذبیحہ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں' ان میں سے ہر ہر بال کے بدل میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ یَّنَا لَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاءُ ھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ﴾

''اللہ کونہیں پہنچتے' ان کے گوشت اور نہ لہو۔ لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)۔'' (سورۃ حج' ۳۷۔ پارہ ۱۷)

● <u>قربانی:</u> بعض اسلام دشمن عناصر جن کو مخلوق خدا کی فلاح کا بہت زیادہ ''درد'' اٹھتا ہے' وہ اس نظریاتی مملکت میں برسوں سے زہر پھیلا رہے ہیں اور خصوصیات کے ساتھ جدید تعلیم سے روشناس مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ قربانی ''مولوی ازم'' کی ایجاد ہے، کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہزاروں لاکھوں روپے کا خون بہا دیا جائے، اس میں انسانیت کی کیا خدمت ہے؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو صرف ''مکہ'' میں ہی فرض ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قربانی نہیں دی۔ کوئی شخص بھی اس بات کا مجاز نہیں کہ دین متین میں ایک حرف کی بھی تبدیلی کر سکے۔ قربانی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ جو چودہ سو سال سے ادا کی جارہی ہے۔ خود حضور ﷺ نے اور ان کے بعد ان کے صحیح جانشین خلفائے راشدین نے اور صحابہ کرام ؓ نے اور امت کی مسلّمہ شخصیتوں نے ادا کی اور کروائی۔ یہ کہنا کتنا بڑا دجل ہے کہ ختم المرسلین ﷺ نے صرف مکہ میں قربانی کی۔ حالانکہ احادیثِ صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے کہ مدینہ میں بھی قربانی ہوئی اور لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت میں بسنے والے مسلمانوں نے اس سنت کو ادا کیا۔

حضور ﷺ نے مدینہ میں قربانی کی:

﴿عن ابن عمر 'قال اقام رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بالمدینہ عَشَرسِنِیْنَ یُضَحّیُ﴾

(ترمذی ص۱۸۲، مسند احمد ج ۷ ص ۵۷)

حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس برس مدینہ میں قیام فرمایا اور قربانی دی:

﴿ عن ابن عباس قال کنّا مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فی سفر فحضر الا ضحی فاشتر کنا فی البقرۃ سبعۃ وفی البعیر عشرۃ﴾ (ترمذی ص۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سفر میں تھے کہ سفر میں ہی قربانی کا دن آ گیا تو ہم قربانی کی گائے کے سات حصوں اور اونٹ کے دس حصوں میں شریک ہوئے۔

جمہور علماء کے نزدیک اونٹ میں دس حصوں والا حکم منسوخ ہو گیا اور سات حصوں والا حکم جاری ہوا۔ اسے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ذکر کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ۔ ص ۱۲۸)

ان ہر دو روایات کی روشنی میں یہ بات قطعیت کے ساتھ واضح ہو گئی کہ حضور ﷺ نے سفر میں بھی قربانی کی اور مدینہ میں بھی، اس کے بعد اس قسم کی لغو اور بے بنیاد باتوں کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور یہ حدیث ان کے قول کے بطلان کے لیے دلیل کا ایک طمانچہ ہے۔

اہل اسلام سے التماس ہے کہ وہ اس قسم کی لغویات پر دھیان نہ دیں اور دین متین کی حفاظت کرتے ہوئے اور محبت رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اس سنت کو خوب ذوق وشوق سے ادا کریں تا کہ روزِ محشر بارگاہِ رب العزت میں نجات کا سبب اور اللہ کے محبوب ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں۔ خداوندِ قدوس ہم سب کو سختی سے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے کی

توفیق عطا فرمائے۔ آمین ،ثمّ آمین

● **مختصر مسائل قربانی:**

● ہر آزاد عاقل بالغ مسلمان جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا رکھتا ہو، یا ان دونوں سے جتنی مالیت کی جائیداد یا مال تجارت کا مالک ہو، اس پر عیدالاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو صبح صادق طلوع ہونے سے لے کر بارہویں ذوالحجہ کی شام تک چند مخصوص حلال جانوروں میں سے کسی ایک قسم کے جانور کو حکم الٰہی اور سنت نبی ﷺ کی پیروی میں ذبح کرنا واجب ہے، جسے شرعی زبان میں اُضحِیَّہ اور ہماری بول چال میں قربانی کہتے ہیں۔

● قربانی کے لیے مذکورہ بالا مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا پورا ہونا شرط نہیں۔

● جن لوگوں پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے، انہی پر قربانی واجب ہے اور جیسے صدقۃ الفطر اپنی ذات پر واجب ہوتا ہے، اہل و عیال کی طرف سے از خود دینا نفلی عبادت ہے، ایسے ہی قربانی بھی صرف اپنی ذات پر واجب ہے۔ البتہ دوسرے کی طرف سے ثواب کے طور پر یا وکیل بن کر قربانی کرنا درست ہے۔

● کسی کے پاس بالکل مال نہ تھا، لیکن اچانک کسی طرح دسویں کی صبح کو یا بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے مذکورہ بالا مالیت حاصل ہوگئی تو اس پر قربانی واجب ہے۔

● ایسے شخص نے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی طرف سے اجازت کے بغیر قربانی دے دی وہ ادا نہ ہوئی، بلکہ غائب پر بدستور واجب رہے گی۔

● صاحب مال آدمی اگر مقروض ہے تو ادائے قرض کے بعد مذکورہ بالا مالیت باقی بچے تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

● اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی اور اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا اور ایسے ہی کسی نے کوئی منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں قربانی دوں گا اور اتفاقاً وہ کام بھی ہوگیا، تو اس پر قربانی واجب ہوگئی لیکن منت والی قربانی کا گوشت خواہ وہ امیر کی طرف سے ہو یا غریب کی طرف سے نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ ہی صاحب حیثیت افراد کو کھلانا، کیونکہ منت بھی ایک صدقہ ہے اور صدقہ مساکین اور فقراء کا حق ہوتا ہے، اگر بھول کر کھالیا یا کھلا دیا تو اتنی ہی مقدار میں مزید گوشت خیرات کرنا واجب ہوگا۔

● مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ البتہ سفر میں کسی جگہ پندرہ دن تک ٹھہرنا ہوگیا تو قربانی واجب ہوگی۔

● دیہات میں رہنے والوں کے لیے نماز عید سے پہلے قربانی جائز ہے۔

● شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

● اگر کسی شخص نے قربانی میں اتنی تاخیر کردی کہ بارہویں تاریخ کو غروب آفتاب تک بھی قربانی نہ کرسکا، اگر جانور خرید چکا تھا ،تو وہی جانور خیرات کردے، اگر جانور نہیں خریدا تھا، تو ایک بھیڑ یا بکری کی قیمت خیرات کردے۔

● اگر کسی نے قربانی کا جانور پالنے کے لیے کسی کو دے دیا تو پالنے والا اس کا مالک نہیں ہوسکتا، نہ ہی اسے بیچ سکتا ہے۔ بیچنا ہو تو اصل مالک کی اجازت حاصل کرنا ہوگی۔

● قربانی کے جانور:

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، دنبی، بیل، گائے، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی' ان چھے حلال جانوروں میں سے ایک قسم کا جانور ہونا ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔

● قربانی کے جانور کی عمر:

اس ترتیب کے مطابق ہونی چاہیے۔ بکرا، بکری' ایک سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسا' دو سال، اونٹ، اونٹنی پانچ سال کا ہونا ضروری ہے البتہ بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی اگر اتفاقاً تندرست اور موٹے تازے ہوں کہ ایک سال کی عمر والے ہم جنسوں میں چھوڑ دینے سے دونوں میں کوئی فرق معلوم نہ ہو، تو ایسے چھے مہینے کے دنبے، دنبی، مینڈھا، بھیڑ کی قربانی جائز ہوگی بصورت دیگر ان کے لیے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

● قربانی کے جانور کی کیفیت:

قربانی کا جانور خوب صحت مند موٹا تازہ، بے عیب ہونا چاہیے۔ اگر کچھ دبلا پتلا ہو تو جائز ہے لیکن ایسا مریل جانور جس کو سہارا دیکر چلایا جائے، قربانی کے لیے جائز نہیں۔

● قربانی کا جانور ان عیوب سے پاک ہونا چاہیے:

ٹوٹے ہوئے سینگ نہ ہوں۔ ایک کان کا تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا نہ ہو۔ اندھا نہ ہو، یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زائد روشنی ضائع نہ ہو۔ جس کا ابتدا سے کوئی دانت نہ ہو۔ جس کی تہائی یا تہائی سے زائد دُم کٹی ہوئی نہ ہو۔ مرض یا چوٹ وغیرہ کے سبب لنگڑا نہ ہو کہ صرف تین پاؤں پر چل سکے اور چوتھا پاؤں زمین پر نہ رکھ سکے اور گھسیٹتا رہے۔ مادہ حاملہ نہ ہو۔

● قربانی کے جانور میں حصہ:

● بکرا، بکری، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی' ان میں حصہ داری نہیں ہوسکتی، گائے بیل بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات افراد حصہ دار بن سکتے ہیں، سات سے زائد کی قربانی جائز نہ ہوگی۔

● جس جانور میں سات افراد شریک ہوں' سب کو برابر تول کر گوشت تقسیم کرنا چاہیے کمی بیشی سے تقسیم جائز نہیں۔

● قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل سنت اور مستحب ہے' خود نہ کرسکتا ہو تو پاس کھڑا ہونا بہتر ہے، قربانی کے لیے افضل دن دسویں کا ہے۔ باقی دو دنوں میں بھی درست ہے۔ قربانی کا صحیح وقت دن کا ہے' رات کو کرنا بہتر نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات صحیح ذبح نہیں ہوسکتا، ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

● ذبح کے وقت دعا:

﴿اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ O اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَااَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ O﴾

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر جانور کو ذبح کرے اور مکمل دعا یاد نہ ہو تو صرف اتنا کہنا ہی

کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ مِنکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر ۔بغیر تکبیر کہے ذبح کرنا جائز نہیں۔جب ذبح کر چکے تو پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ''اے اللہ! یہ قربانی میری طرف سے پسند اور منظور کر لیجیے۔'' اگر اپنے سوا کسی اور کی طرف سے بغرض ثواب یا بطور ادائے فرض دینا ہو تو ''مِنِّیْ'' کی جگہ ''مِنْ'' کے بعد اس شخص کا نام لے' جس کی طرف سے دے رہا ہے ۔پھر آگے یہ الفاظ کہے: کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ۔

''جیسے کہ آپ نے اپنے پیارے حضرت محمد ﷺ اور اپنے خاص دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربانی پسند فرمائی۔''

● **قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کا مصرف:**

قربانی کے جانور کی کھال قصاب وغیرہ کو مزدوری میں دینا جائز نہیں۔کھال یا اس کی قیمت مستحقین میں خیرات کر دیں۔دینی مدارس کے مسافر طلباء بھی اس کے مستحق ہیں۔عصر حاضر میں طاغوتی اور سامراجی قوتوں کے دینی مدارس کے خلاف عزائم ومنصوبوں کو ناکام بنانے اور مدارس کے مالی استحصال کا مقابلہ کرنے کے لیے مدارس ہی ان کا بہترین مصرف ہیں۔

● **گوشت کی تقسیم:**

گوشت کے مختلف حصے کر کے بہتر تو یہ ہے کہ تول کر تقسیم کرے۔غرباء، مساکین، یتامیٰ، مسافر اور اپنے عزیز واقارب واحباب سب کو دے۔کھال، رسی، زنجیر، گھنگرو، جھانجر، دوپٹہ یا گوشت بطور مزدوری دینا جائز نہیں۔مزدوری نقد طے کرنا چاہیے۔یہ تمام چیزیں یا ان کی قیمت صدقہ کر دے۔

● **نمازِ عید کے متعلق کچھ باتیں:**

شب عید کو نوافل ادا کرنا، توبہ استغفار کرنا، عید کے لیے اوّل وقت میں نہانا، اپنی حیثیت کے مطابق اچھے کپڑے پہننا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا سنت ہے۔نماز کے لیے ایک راستہ سے جانا اور راستہ بدل کر آنا سنت ہے، راستہ میں ان تکبیرات کا مناسب آواز میں پڑھنا سنت ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔قربانی کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

ترکیب نمازِ عید

● **پہلی رکعت:**

تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لیں، سبحانک اللّٰھم تمام پڑھیں، پھر تکبیریں کہیں پہلی اور دوسری تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں' تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، پھر امام قرأت کرے گا، باقی حسبِ معمول پوری کریں۔

● **دوسری رکعت:**

جب امام فاتحہ اور سورۃ پڑھ چکے تو امام کے ساتھ چار تکبیریں کہیں پہلے تین مرتبہ تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں اور کھڑے رہیں چوتھی تکبیر کہنے پر رکوع میں جائیں۔باقی ارکان حسب معمول پورے کریں اور سلام کے بعد دعا مانگ لیں۔

● خطبہ عید:

جیسے جمعہ میں نماز سے پہلے خطبہ سننا واجب ہے۔اسی طرح عیدین میں نماز کے بعد خطبہ سننا بھی واجب ہے۔ خطبہ سنے بغیر عید گاہ سے جانا گناہ ہے۔عیدین کو جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنا چاہیے۔ جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں قضاء لازم نہیں ہوگی۔

● تکبیر التشریق:

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو نمازِ فجر کے بعد سے تیرہویں کی نمازِ عصر تک پانچ دنوں کے وقت کو ''ایام التشریق'' کہتے ہیں۔ان دنوں میں اکیلے یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز کے ساتھ ایک بار ''تکبیر التشریق'' کہنا واجب ہے ۔تکبیر یہ ہے: **اللہ اکبر ،اللہ اکبر ،لاالہ الا اللہ واللہ اکبر ،اللہ اکبر ،وللہ الحمد**

● عشرہ ذی الحجہ کے فضائل اور یوم الحج کا روزہ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔اس عشرہ میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔'' (ترمذی وابن ماجہ)

قرآن کریم میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس خاص راتوں کی قسم کھا کر ان کی اہمیت ظاہر فرمائی ہے۔امت کے جمہور علماء کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کی درمیانی رات عبادت میں مشغول رہنا اور نویں تاریخ میں یوم الحج یا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔اس رات اور دن کی بڑی فضیلت ہے۔۹رذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان عبادات اور فرائض واجبات کو ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین)

واللّٰہ الموفق وھوا المستعان وعلیہ التکلان

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 0641-462501

سورۂ اخلاص

علامہ طالوتؒ

قُلْ ھُوَ اللہ کی جو یاد آئی
میں اَحَد کا ہوا تمنائی

جانِ عالم ہے اس کی یکتائی
شانِ عالم ہے اس کی مولائی

بے نیاز و صَمَد ہے مالک ہے
کس سے ممکن ہے اُس کی ہمتائی

لَمْ یَلِدْ اور پھر ہے لَمْ یُولَدْ
اس کی سب بے مثال رعنائی

کُفُو اُس کا کوئی بنے گا کیا؟
لاکھ بن ٹھن کے آئیں دعوائی

کبریائی اُسی کا حصہ ہے
جس کو حاصل ہو سب کی آقائی

(شوال ۱۳۷۸ھ)

☆☆☆

سید کاشف گیلانی

نعت رسولِ مقبول ﷺ

پہنچ گیا ہوں شہر میں تیرے اکثر بیٹھے بیٹھے
قسمت یوں بھی ہو جاتی ہے یاور بیٹھے بیٹھے

دل میں جھانک کے تیرے در کا کیا نظارا میں نے
دیکھ لیا ہے میں نے ہر ہر منظر بیٹھے بیٹھے

تیرے آگے چاند لگا ہے مجھ کو پھیکا پھیکا
جب جب دیکھا میں نے تیرا پیکر بیٹھے بیٹھے

کیوں نہ مجھے دیوانہ تیرا لوگ کہیں اے جاناں
درسِ محبت کر لیا میں نے ازبر بیٹھے بیٹھے

تیرے فرش پہ بیٹھ کے میں نے عرش کی سیر بھی کر لی
پہنچ گیا افلاک پہ تیرے در پر بیٹھے بیٹھے

بڑی کٹھن تھیں راہیں اس کی بڑی کٹھن تھی منزل
کون بھلا بن سکتا تھا پیغمبر بیٹھے بیٹھے

شان فقیروں کی دیکھی ہے شاہوں سے بھی بڑھ کر
ہو جاتی ہے دنیا اُن کی چاکر بیٹھے بیٹھے

شام و سحر تُو کس کی خاطر پھرتا ہے سرگرداں
ہم تو روزی پا لیتے ہیں گھر پر بیٹھے بیٹھے

کاشفؔ دل کو یاد مدینے کی جب آ جاتی ہے
چبھنے لگ جاتے ہیں دل میں نشتر بیٹھے بیٹھے

سہیلی بوجھ پہیلی

شورش کاشمیریؒ

یہ مشورہ تھا وزیروں کی ایک مجلس میں
کچھ اس طرح بھی سوا اپنا اقتدار کرو

اُٹھا کے دستِ ستم ''خستگانِ صحرا'' پر
''حجابِ محملِ لیلیٰ'' پہ کوئی وار کرو

قبائے خسروِ دوراں کا یہ تقاضا ہے
غریبِ شہر کے دامن کو تار تار کرو

عوام تاش کے پتے ہیں اِن سے کیا لینا
نیا فریب سیاست میں اختیار کرو

شراب و شاہد و چنگ و رباب تک پہنچو
پری وشوں سے کوئی عہد استوار کرو

یہاں کے ''نعرہ فروشوں'' کی ہم نوائی میں
نہ اعتماد اٹھاؤ ، نہ اعتبار کرو

طُیور زمزمہ پیدا ہیں شاخساروں پر
انھیں بہ جرمِ نواگستری ' شکار کرو

بہت دنوں سے ہے سرکش ''قبیلۂ مجنوں''
اسے حوالۂ تقدیرِ روزگار کرو

ہو اقتدار تو عفو و کرم ہے کمزوری
ہر ایک بندۂ گستاخ ' زیب دار کرو

(۲۲ رنومبر ۱۹۵۷ء)

دینِ مبیں

عادل یزدانی

رہِ نجات جو سب کو دکھائے دینِ مبیں
ہر ایک دل میں نہ کیوں کر سمائے دینِ مبیں

ہر ابتلا سے ، ہر اک غم سے ہو گیا محفوظ
جو خوش نصیب ہوا مبتلائے دینِ مبیں

وہ بادشاہ ہوا رشکِ قیصر و کسریٰ
تھا جس کے سر پہ فروکش ہُمائے دینِ مبیں

یہ قلب و جان ،یہ مال و منال کچھ بھی نہیں
ہر ایک چیز ہے حاضر برائے دینِ مبیں

سماعتیں وہ بڑی بدنصیب ٹھہری ہیں
کبھی سُنی نہ جنھوں نے صدائے دینِ مبیں

ہر انتشار سے ملتی ہے ذہن و دل کو نجات
پناہ گاہ ہے سب کی فضائے دینِ مبیں

بھٹک رہا ہے جو انساں رہِ مذلت میں
ذرا بھی اِس میں نہیں ہے خطائے دینِ مبیں

بہارِ صدق و صفا کو دوام حاصل ہے
سو باغِ دل کو ہمارے سجائے دینِ مبیں

وہ راستے جو بہشتِ بریں کو جاتے ہیں
نگاہِ شوق کو پل میں دکھائے دینِ مبیں

یہ آرزو ہے کہ جب آرزو کریں کوئی
ہمارے پیشِ نظر ہو رضائے دینِ مبیں

رہی نہ اُس کو تمنا حصولِ دنیا کی
ہوا ہے جس پہ بھی وا مُدّعائے دینِ مبیں

وہ خوش نصیب ہوا غرقِ رحمتِ باری
پسند آئی جسے آبنائے دینِ مبیں

وہ لوگ ڈرتے نہیں آفتابِ محشر سے
تنی ہے جن کے سروں پہ ردائے دینِ مبیں

مزاج اُس کا یقیناً مجاہدانہ ہے
جسے عزیز نہیں کچھ سوائے دینِ مبیں

ترقیات کے ہیں جو مؤسس و ضامن
وہ سب اصول جہاں کو سکھائے دینِ مبیں

کوئی بتائے پریشان حال بے دیں کو
سکونِ دل ہے سراسر عطائے دینِ مبیں

اٹھایا جائے گا وہ غازیوں میں روزِ حشر
جو شخص دل سے ہوا ہم نوائے دینِ مبیں

جہاد ' وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے
اسی یقیں میں ہے مضمر بقائے دینِ مبیں

قریب ہے کہ وہ ظالم ہلاک ہو جائے
نہ چھو سکی جسے عادلؔ ہوائے دینِ مبیں

دین ہے یا بازیچۂ اطفال؟

افطار پارٹیوں کے بعد احتجاجی نمازیں

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کو افطار کرانے کی فضیلت امت کو بتائی تھی۔ اور جس سیاق وسباق اور جن الفاظ میں یہ فضیلت ارشاد فرمائی گئی تھی‘ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اصلاً حاجت مند روزہ دار کے سلسلے کی بات تھی (ضمناً ان شاء اللہ غیر حاجت مند کا افطار بھی، بشرطِ نیت، اجر سے محروم نہ رہے گا) فرمایا گیا تھا (ترجمہ)

”...... یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی وغم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس سے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور آتشِ دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا......“ (مشکوٰۃ المصابیح، بحوالہ بیہقی)

تو افطار کرانے کی فضیلت کے اس ارشادِ نبوت کو دیکھئے اور نظر کیجیے۔ اپنے یہاں کے اہل سیاست کی افطار پارٹیوں پر۔ کیا گناہ گار سے گناہ گار۔ تاہم پروردگار سے ڈرنے والے کسی مومن کا دل گواہی دے سکتا ہے کہ یہ گناہوں کی مغفرت کی طلب میں اور آتشِ دوزخ سے آزادی کے لیے منعقد کی جاتی ہیں؟ اس کو بھی تکمیل کو پہنچے جس پر دن بھر کی محنت کی قبولیت کا دارومدار ہے؟ ان موٹی موٹی اور دو اور دو چار کی طرح کھلی حقیقتوں کو پسِ پشت ڈال کر ہم نے اکہرا گناہ ہی نہیں کیا ہے، دوسرا گناہ غیر مسلم اہل سیاست کو یہ تاثر دینے کا کیا ہے کہ یہ روزوں کا افطار ایک سوشل نوعیت کی چیز ہے۔ چنانچہ ہمارے ملک ہندوستان میں اُن کی طرف سے بھی افطار پارٹیاں دی جانی لگی ہیں کہ اس سے یقیناً سیاسی فائدہ ملنے کی امید وہ کر سکتے ہیں اور ہم ان کی پارٹیوں میں شامل ہو کر ان کے تاثر کی تصویب وتصدیق کرتے ہیں۔

☆☆☆

افسوس اور فکرمندی کے لیے اتنی بات بھی کم نہ تھی۔ اس سے سوا یہ ہے کہ اس پر کوئی (یا کما حقہٗ) نکیر حاملانِ علمِ دین کی طرف سے دیکھنے میں نہیں آرہی۔ اور سلسلہ بڑھ رہا ہے۔ پھر جب ایسے اعمال پر نکیر نہ ہو اور نہی عن المنکر میں کمزوری یا بے توجہی کا رویہ اپنایا جائے تو یہ سلسلہ شاخ در شاخ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سیاسی ذہنیت نے ایک اور شاخ ”غائبانہ نمازِ جنازہ“ کی شکل میں اپنے ایجنڈے کی معاونت کے لیے نکال لی ہے۔ برصغیر ہند کی کم از کم نوے فیصد آبادی

حنفی المسلک ہے۔اور اس مسلک میں حاضر جنازے کی نماز ہوتی ہے، غائبانہ نمازِ جنازہ کا خانہ یہاں نہیں۔مگر دین پر حاوی ہوتی ہوئی سیاست نے یہ کرشمہ بھی دکھادیا ہے کہ حنفی امام اور حنفی مقتدی، اور دھڑلے سے نمازِ جنازہ غائبانہ کے پروگرام کسی ایک سے ہمدردی ویکجہتی اور کسی دوسرے سے احتجاج واظہارِ ناراضی کے طور پر ہورہے ہیں، اور کوئی ایک آواز اس پر نکیر واحتساب کی کان میں نہیں پڑتی! دین پر اس سیاسی شب خون کا کوئی واقعہ انڈیا میں تو غالباً ابھی تک رونما نہیں ہوا لیکن پاکستان سے چل کر یہ ٹرینڈ برطانیہ بہر حال اپنی کثیر پاکستانی الاصل آبادی کی بدولت پہنچ گیا ہے۔آج (۲۲؍اکتوبر) ہی کے اخبار جنگ میں ۱۸؍اکتوبر کے کراچی دھماکوں کے نذر ہونے والے کچھ افراد کی غائبانہ نمازِ جنازہ (دراسلام آباد) کا فوٹو سامنے ہے۔امام اور مقتدی سب زیرِ ناف ہاتھ باندھے ہوئے بتارہے ہیں کہ وہ حنفی المسلک ہیں۔اور پاکستان وبرطانیہ کی ایسی جتنی نمازوں کے فوٹو اب تک دیکھنے میں آئے ہیں وہ بالعموم اسی کی نوعیت رہی ہیں۔

☆☆☆

یہ نمازِ جنازہ کے سیاسی استعمال (یا استحصال) کی بنا فی الواقع کہاں سے پڑی؟ وثوق سے کہنا تو فی الوقت مشکل ہے۔تاہم خیال ہوتا ہے کہ اس کی بنیاد پڑنے کا وقت وہ تھا جب پاکستان کا ایک نوجوان (عامر چیمہ نامی) جو جرمنی میں حصولِ تعلیم کے لیے گیا ہوا تھا۔گزشتہ سال اس الزام میں وہاں گرفتار ہوا کہ ایک اخبار کے اڈیٹر کو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی اُن کارٹونوں کی نقل شائع کرنے پر قتل کی دھمکی دی تھی جو کارٹون اوّلاً ڈنمارک کے ایک اخبار میں نکلے تھے۔اسی گرفتاری کے دوران میں عامر کی موت واقع ہوگئی۔اور یہ وہ دن تھے جب ڈینش اخبار کی ملعون حرکت پر پاکستان میں وہ طویل احتجاج ہوئے، کچھ ہی وقت گزرا تھا جس احتجاج کا رخ ڈینش اخبار سے زیادہ جنرل پرویز مشرف کی حکومت کی طرف تھا کہ اس نے اس موقع پر وہ نہیں کیا جو اصحاب احتجاج کی نظر میں اُسے کرنا چاہیے تھا۔پھر جب جلد ہی عامر چیمہ کی موت کا واقعہ اسی تسلسل میں پیش آگیا تو حکومت کا رویہ اس موقع پر جرمنی کے حوالہ سے بھی ان اصحاب کے نزدیک وہ نہیں رہا جو رہنا چاہیے تھا۔چنانچہ حکومتی کارکردگی کی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے مرحوم کے جنازہ کو ایک قومی پیمانے کا جنازہ بنا کر اٹھانے کے لیے پاکستان بھر سے وہ تمام حضرات اپنے گروہوں کے ساتھ جمع ہوئے جو حکومت کے رویہ کو قابلِ ملامت ٹھہرا رہے تھے اور اس طرح اپنی حکومت کے رویہ کے خلاف بھی اور جرمن حکومت کے خلاف بھی ایک قومی پیمانے کا احتجاج نوٹ کرادیا گیا۔بعید نہیں کہ اس سیاسی سوچ سے‘ جس میں دین کا دھوکہ ملا ہوا ہے، یہ غائبانہ نماز ہائے جنازہ کا نسخہ نکلا ہو۔اور جب نماز برائے نماز نہ ہو تو کیا حنفیت اور کیا غیر حنفیت؟......کہاں تک اس سلسلے کے پہنچنے کا انتظار آخر ہمارے ان بڑے اداروں کے علماء فرمائیں گے۔جن کی بات بہر حال عام مسلمانوں میں سنی جاتی ہے؟

۱۸/اکتوبر کے حادثۂ کراچی کا حوالہ اوپر آ گیا ہے تو حادثہ اتنا بڑا ہے کہ موضوع سے متعلق نہ ہونے پر بھی دو لفظ اس پر کہے بغیر بات ختم کر دینا مناسب نہ ہو گا۔ پاکستان کا مضمون بالکل وہ ہوا جا رہا ہے کہ:

ع　　تن ہمہ داغ داغ شد پُنبہ کجا کجا نہم؟

اپنی اردو میں اسے کہہ لیجیے: کوئی کل ہی جیسے سیدھی نہیں جا رہی ہے۔ حکومتِ وقت نے مس بھٹو سے ایک ''قومی مفاہمتی آرڈیننس'' کے بنیاد پر سمجھوتہ کر کے موصوفہ کو موقع دیا کہ سرکاری خزانے میں خرد برد کے ایک ملزم کی حیثیت میں پاکستان واپس آنے کے بجائے ایک ایسے معزز و محترم شہری کی حیثیت سے پاکستان واپس آئیں۔ جس کے تحفظ اور سیفٹی کے لیے حکومت اپنے بہترین ذرائع مہیا کرے گی۔ اور یہ سب اس نے کیا بھی لیکن موصوفہ ابھی اپنے دولت کدے تک پہنچنے نہ پائی تھیں کہ وہ خودکش بم دھماکے جو پاکستان میں ایک بلائے بے درماں بنتے جا رہے ہیں انھیں نے موصوفہ کے استقبالیہ جلوس کو آلیا اور بس ذرا سی ہی کسر رہ گئی کہ سورۃ قصص (۲۸) کی آیت (۸۱) فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ کا منظر رونما ہو جائے۔ اس طرح کے واقعات میں ان لوگوں کے لیے تنبیہی آواز ہوتی ہے جن کے دلوں کے کان کھلے ہوئے ہوں۔ سورۃ قصص کی اسی آیت کے تسلسل میں آگے آتا ہے کہ وہ عام سے اہل ایمان جو قارون کے جلوس کی شان وشوکت کو کچھ حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے جب اس جلوس کا حشر دیکھا تو پکار اٹھے: لَوْ لَا اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا (خیریت ہو گئی، اللہ اگر مہربان نہ ہوتا تو ہم بھی دھنسا دیئے گئے ہوتے) کاش پاکستان کے اہل حل وعقد اللہ کی طرف سے آتی ہوئی مسلسل تنبیہات کی آواز سنیں اور اپنے شہریوں کی جان کو دن بدن بڑھتے ہوئے عذاب کی کیفیت سے نکلنے کی راہ بنائیں۔

☆☆☆

دو قادیانیوں کا قبولِ اسلام

سرگودھا میں کاشف سلیم ولد محمد سلیم اور شاہدہ پروین نے قادیانیت سے تائب ہو کر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ صوبہ پنجاب کے سینئر نائب صدر اور سرگودھا کے امیر قاری احمد علی ندیم کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ہے۔ قادیانیت سے تائب ہونے والوں نے اس موقع پر کہا کہ ہم نے قادیانیت کے عقائد و نظریات پڑھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایک سچے نبی کی نبوت کو چھوڑ کر ایک دھوکہ باز جھوٹے کی پیروی کیوں کریں۔ ہمیں اپنے کیے ہوئے پر شرمندگی ہے۔ ہم اپنی سابقہ زندگی میں کیے ہوئے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور یہ عہد کرتے ہیں کہ آئندہ زندگی ہم اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر گزاریں گے۔ مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے ناظم شیخ مظہر سعید نے نو مسلموں کو مبارک باد دی۔

☆☆☆

''کیا کیا نہ ہوا میرِ شہر تیرے شہر میں''

پروفیسر خالد شبیر احمد

ہر گزرتا پل ملک میں ایک نئے جبر و استبداد کا طوفان لے کر آتا ہے۔ قتل و غارت، دھونس و دھاندلی، رعب، تشدد ظلم و ستم کا سلسلہ ختم ہونے کو ہی نہیں آتا۔ حکمران ٹولہ خود ہر قسم کی لاقانونیت کا محرکِ اوّل ہے۔ جس کی وجہ سے لاقانونیت اپنے عروج پر ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ حکمران ہمارے ملک سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ہمارے دشمنوں کے ایجنٹ ہیں۔ جن کا واحد مقصد ہمارے لیے ہر طرح کے مسائل پیدا کرنا ہے اور ہماری زندگی کو مسائل و مشکلات کی دلدل میں دھکیل کر اپنے اقتدار کو طول دینا ہے۔ خوف، ڈر، اندیشے، پریشانیاں ہمارا مقدر بن گئیں ہیں۔ ان حالات کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے:

لے گئے لوٹ کے گھر بار محافظ میرے
رہ گیا خوف فقط میرے مکاں میں رکھا

۱۲؍ اکتوبر ۱۹۹۹ء سے لے کر آج تک اس ملک میں جو کچھ ہوا، وہ ایک ایسی داستان ہے کہ جس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ نائن الیون ایسا واقعہ ہے کہ جس نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ یہ سانحہ کتنا بڑا سانحہ ہے کہ سب سے پہلے افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کو بمباری سے ختم کرایا گیا اور اس کی تباہی و بربادی پر امریکہ نواز حکومت کی نیو اٹھائی گئی۔ نیٹو کی افواج کو افغانستان میں داخل کر دیا گیا۔ جو اپنے پروگرام کے مطابق افغانستان کے عوام کا قتل عام کر رہی ہے۔ اسلام دشمن ان فوجیوں کو کھانے پینے کے لیے سامان دوبئی کے مسلم حکمرانوں کی طرف سے مہیا کیا جا رہا ہے یعنی مسلمانوں کو مارنے والوں کے لیے آسانیاں اور امداد خود مسلمان حکمران مہیا کر رہے ہیں:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

افغانستان میں طالبان کی دینی اور اسلامی حکومت جس نے ایک اسلامی معاشرے کی تصویر ہمارے سامنے پیش کر دی تھی اور جسے دیکھ کر قرونِ اولیٰ کے مسلمان معاشرہ کی یاد تازہ ہو گئی تھی۔ اس معاشرے کو ہمارے ملک کے حکمرانوں نے امریکہ کے ساتھ مل کر تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ یہ وہ پہلا تحفہ تھا جو میرِ شہر نے ہمیں پیش کیا لیکن اس سانحہ پر بھی ہمارے حکمران کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا بلکہ دستور کو معطل کر کے ''پی سی او'' (عارضی دستور) کو ہم پر مسلط کر کے من مانی شروع کر دی گئی۔ جعلی ریفرنڈم اور غیر منصفانہ اور جانب دارانہ انتخاب کر کے ایک جعلی اسمبلی وجود میں لائی گئی۔ جس سے تائید حاصل کر کے ملک میں رفتہ رفتہ ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ جس کی مثال پاکستان کی تاریک و سیاہ ترین سیاسی تاریخ میں بھی نہیں ملتی۔ اب ہر طرف پریشانیوں کا ایک سیلاب ہے کہ تھمتا نظر نہیں آتا، مہنگائی، اقربا نوازی، کنبہ پروری، ذخیرہ اندوزی کو دیدہ دانستہ

فروغ دیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ عام آدمی اپنی معاشی پریشانیوں میں اس قدر مبتلا ہو جائے کہ ہمارا راستہ روکنے کے قابل ہی نہ رہے۔ ان حالات کو پیدا کرنے والے کون ہیں۔ خود ہمارے ہی نام ونہاد ''قائدین'' جن کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ اقتدار کی کرسی پر براجمان رہیں اور اپنے مفاد اور اپنی چودھراہٹ کو قائم رکھتے ہوئے من مانی کرنے کے لیے حالات کو اس راستے پر ڈالیں جو راستہ ہمارے لیے یعنی حکمرانوں کے لیے آسانیاں فراہم کرے۔ لیکن ان کی اس حکمت عملی سے غریب اور متوسط طبقے کے کیا حالات ہیں، وہ اس ایک شعر کے حوالے سے بیان کیے جاسکتے ہیں:

جتنے ہیں لوگ، مرتے ہیں ہر صبح، ہر اک شام
کیا فرق رہ گیا ہے حیات و ممات میں

نام نہاد عوامی رہنماؤں نے ان حالات میں کیا کردار ادا کیا، یہ ایک الگ داستانِ الم ہے جس کے بیان کرنے کے لیے بڑا حوصلہ درکار ہے جو ہم نہیں رکھتے۔ سیاسی رہنماؤں کو چھوڑ یئے خود دین کے نام پر سیاسی دکانداری کرنے والوں کا کردار اتنا تاریک ہے کہ اسے بیان کرنے کا دل گردہ ہم میں نہیں لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ آنے والا مؤرخ اور آنے والی نسلیں انھیں معاف نہیں کریں گے۔ یہ جماعتیں ''آزادیٔ نسواں بل'' کے پاس ہونے اور پھر جامعہ حفصہ کے المناک سانحے پر تو اسمبلی سے مستعفی نہ ہوئیں اور نہ ہی اس خونیں اور المناک حادثے کو روک سکیں بلکہ اُس وقت استعفے دیئے گئے جب کہ اس کا وقت گزر چکا تھا:

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زودِ پشیماں کا پشیماں ہونا

سرحد اسمبلی کو تحلیل کرنے کی تاریخ کا تعین اس لیے کیا گیا تا کہ مرکزی حکومت کو وزیراعلیٰ سرحد کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا وقت مل جائے اور اس طرح اسمبلی تحلیل ہونے سے بچ جائے تا کہ وہ صدارتی انتخاب میں حصہ لے سکے۔

میری تباہیوں میں ہے میرا کتنا ہاتھ
سربستہ ہے یہ راز کوئی کھولتا نہیں

میر شہر نے ان تمام حالات کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ ایسی حکمت عملیاں وضع کر کے ملک کے حالات کو ایک ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا کہ اب ان حالات پر قابو پانے کی کوئی کوشش بار آور ہوتی نظر نہیں آتی۔

ابھی وزیرستان کے حالات پاکستانیوں کے اعصاب پر بڑی شدت کے ساتھ سوار تھے کہ سوات کا علاقہ فوج کی مداخلت سے میدان جنگ میں تبدیل ہو گیا۔ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے لوگ موت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیلے جا رہے ہیں۔ بم دھماکوں میں روز بہ روز اضافہ ملک کے شہریوں کے لیے انتہائی پریشانی کا باعث ہے۔ جب کہ حکمران، اقتدار کے بھوکے ہر وہ حربہ استعمال کر رہے ہیں جس سے ان کے اقتدار کو تحفظ مہیا ہو۔ اس کے لیے آئین، قانون، اخلاق، غرض یہ کہ کوئی ایسی قدر ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ۳ رنومبر کا دن پاکستان کی تاریخ کا سقوطِ ڈھاکہ کے بعد سب سے تاریک ترین دن ہے کہ جس میں ایک پی سی او کے بعد دوسرے پی سی او کا اعلان کر کے لوگوں کے بنیادی حقوق کو سلب کر لیا گیا ہے اور چیف جسٹس کو معزول کر کے نظر بند کر دیا گیا۔ تمام ججوں سے نئے پی سی او کے تحت دوبارہ حلف اٹھانے کو کہا گیا۔

سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے جن ججوں نے پی سی او کے تحت حلف اٹھانے سے انکار کر دیا۔ انھیں اپنے گھروں میں نظر بند کر دیا گیا۔ ان کی معاشرتی زندگی پر ناروا پابندیوں نے نہ صرف پاکستان کے شہریوں کو انتہائی پریشان کر دیا ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اس مذموم اقدام کے خلاف ایک شدید ردِ عمل سامنے آیا۔ دنیا کے ہر ملک نے میرِ شہر کے اس اقدام پر مذمت اور تشویش کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان کے حکمرانوں سے یہ تقاضا کیا ہے کہ نئے پی سی او کے تحت ایمرجنسی کا اعلان واپس لیا جائے اور غیر جانب دارانہ انتخاب کرا کے ملک کے سیاسی حالات کو درست سمت میں آگے بڑھنے کا موقع دیا جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان حالات میں غیر جانب دارانہ انتخاب ممکن ہے۔ جب کہ عدلیہ کے ۷۰ فیصد لوگوں کو ان کے منصب سے الگ کر کے اپنی مرضی کے ججوں کو ان کی جگہ تعینات کیا جا رہا ہے۔ اگر ایسی صورت میں انتخاب کرائے بھی گئے تو کیا دنیا میں ہماری رسوائی اور بدنامی میں مزید اضافہ نہ ہوگا کہ عدلیہ قید ہے، جج نظر بند ہیں اور ملک میں انتخاب ہو رہا ہے۔ ان لوگوں کو ووٹ دینے کے لیے کہا جا رہا ہے' جن کے بنیادی حقوق سلب کر کے رکھ دیئے ہیں اور جنھیں ظلم و ستم سے بچنے کے لیے عدلیہ کی آزادی سے محرومی کا سامنا ہے۔

میرِ شہر کے اس اقدام سے یہ بات مزید واضح ہوگئی ہے کہ وہ حکمت، دانائی، تدبر سے بالکل فارغ ہو چکے ہیں، ان کی نگاہ میں صرف ایک بات ہی اہمیت رکھتی ہے اور وہ ہے اقتدار۔ اس اقتدار کو بچانے کے لیے وہ وردی نہیں اتاریں گے۔ ان کا ہر وہ بیان جس میں وردی اتارنے کا وعدہ کیا جا رہا ہے بالکل جھوٹ، فریب اور دھوکہ ہے۔ میرِ شہر اس وقت وردی اتاریں گے جب انتخابات کے بعد نئی اسمبلی وجود میں آ جائے گی اور اس اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیں گے۔ مجلس احرار اسلام کا تو انتخابی سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہم تو ان انتخابات کو ہی اسلام کے راستے کی ایک اہم رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارا ان لوگوں سے جو انتخابات پر یقین رکھتے ہیں یہ سوال ضرور ہے کہ ایسے حالات میں جبکہ ایک سابق وزیر اعظم ملک سے باہر ہیں' اگر انتخابات ہوگئے تو یہ انتخاب' انتخاب ہی ہوں گے۔ حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ اب ق لیگ کی طرف سے میرِ شہر پر دباؤ ہے کہ جلاوطن وزیر اعظم کو ملک سے باہر رکھا جائے۔ ورنہ ق لیگ کے لیے انتخابات میں نمایاں کامیابی ناممکن ہو جائے گی۔ یہ تمام حالات ہر محبّ وطن پاکستانی کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہیں۔ اس لیے بھی کہ ملک کے سیاسی حالات کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور معاشی حالات بھی ہاتھ سے نکلتے نظر آ رہے ہیں۔ متوسط طبقہ تباہ و برباد ہو کے رہ گیا ہے، غریب روٹی سے محروم ہوگئے، بیوی' خاوند کی طرف مایوس کن نگاہوں سے دیکھتی ہے تو خاوند' بیوی کی طرف بچوں کا کیا بنے گا۔ گزر بسر کیسے ہوگی۔

ایک رپورٹ کے مطابق ۹۶ کروڑ روپے ایوان صدر کے اخراجات پر صرف ہوگئے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہ تضاد کیوں اور کیسے وجود پذیر ہوا؟ حقیقت یہ ہے ہم نے دین اسلام سے منہ موڑ لیا ہے۔ وقت کا تقاضا یہی ہے کہ دین کی طرف لوٹ آئیں۔ دین میں ہی ان مسائل کا حل موجود ہے۔ بے دین سیاست اور بے دین قیادت ملکی مسائل کو جنم تو دے سکتی ہے، حل نہیں کر سکتی۔ یہ وقت کی آواز ہے اور یہی وقت کا تقاضا:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است

ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج

سید محمد معاویہ بخاری

دنیا میں عزت وعظمت کے بام عروج تک پہنچنے کا بے عیب طریقۂ کار کیا ہے؟ وہ کون سا نظام عافیت پناہ ہے جو بنی نوع انسانیت کو بالعموم اور اہل اسلام کو بالخصوص امن وحفاظت کے ساتھ زندگی بسر ہونے کی ضمانت فراہم کرتا ہے؟ وہ کون سے رہنما اصول ہیں جن پر کاربند ہو جانے سے ظلم وزیادتی کا سدِ باب کیا جاسکتا ہے اور استحصالی قوتوں کے پنجۂ استبداد سے مظلوموں کو رہائی دلائی جاسکتی ہے۔ ان کے بنیادی اور فطری حقوق واگزار کرائے جاسکتے ہیں؟ وہ کون سا نظامِ عدل ہے جو انسانوں کی پامال شدہ اکثریت کو عیاش ومسرف اقلیت کی بے عدلی سے تحفظ مہیا کرسکتا ہے؟ عہدِ حاضر کی زنگ آلود مجموعی دانش اِنھی سوالات میں الجھی ہوئی ہے۔ اُسے کوئی مستقیم راستہ سجھائی نہیں دے رہا۔ اس کے پاس کسی سوال کا تشفی آمیز جواب موجود نہیں ہے۔ حاملین عقل ودانش کے افلاس کا یہ منظر نامہ نیا ہرگز نہیں بلکہ ماضی کے اُس دورِ نامسعود کی وہ شرمناک تمثیل ہے جس پر کبھی فخر نہیں کیا جاسکتا۔ عقل مندوں کا یہ تزویری فلسفہ کہ انسان کی فوز وفلاح کا دارومدار ''خلاّقِ عالم'' کی فرمانبرداری کے بجائے صرف اور صرف ان کی عقلی اختراعات پر ہی موقوف ہے، بری طرح ناکام ونامراد ہو چکا۔ آج بلکتی، سسکتی انسانیت کا احوال کھلی آنکھوں دیکھنے کے بعد بھی ہم اس حقیقت کا اعتراف نہ کریں تو یہ ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی ہے کہ وجودِ انسانیت پر جتنے گہرے اور مہلک گھاؤ دکھائی دیتے ہیں، وہ عقلی تدبیروں نے ہی لگائے ہیں۔ ہم بلاتردد کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت دنیا کا نظام ''اطاعت گزار عقل مندوں'' کے ہاتھوں سے نکل کر سرکش وظالم ''عقل پسندوں'' کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے۔ وہ سرکش جو ہمیشہ سے ابلیس کے ہرکارے اور اس کے مطیع وفرمانبردار چلے آتے ہیں۔ جن کا منشور ودستور اوّل تا آخر یہی ہے کہ تمام وسائل حیات صرف ایک مسرف وعیاش اقلیت کی ملکیت میں رہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک وسائل کا بہاؤ اپنی تجوریوں کے نشیب تک پہنچانے کے لیے ظلم وعدوان کا ہر طریقہ اختیار کر لینا درست عمل ہے۔

ہم اس عہد میں جی رہے ہیں جسے گلوبلائزیشن کی اصطلاح سے موسوم کیا جارہا ہے۔ یہ اصطلاح سرمایہ دارانہ نظام کی وہ اوٹ ہے جسے بطور کمین گاہ کے استعمال کرتے ہوئے عالمی سرمایہ دار دنیا بھر کی امیر وغریب مملکتوں پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ ان کی معیشتوں کو تلپٹ کر رہا ہے۔ جمہوریتوں کے قیام اور اقتصادی ترقی کے نام پر لوٹ مار اور دہشت گردی کی مختلف جہتیں متعارف کرائی جارہی ہیں اور خطرناک بات یہ ہے کہ پاکستان جیسے ترقی پذیر اسلامی ممالک بالخصوص اس کی زد میں آرہے ہیں

۔چنانچہ عوامی سطح پر اس کے جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں وہ انتہائی تشویشناک ہیں۔عالمی سطح پر جمہوری نظام کے زیر سایہ گزشتہ تیس برسوں کے دوران کیے گئے اقدامات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ پرائیویٹائزیشن ،لبرل لائزیشن کے ہتھیاروں سے ملک وقوم کو جس نام نہاد اقتصادی ترقی کے سرابوں کے تعاقب میں دوڑایا جارہا ہے یہ اُسی کے ثمرات ہیں کہ ایک طرف بتدریج سرمائے کا اختیار چند افراد کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے تو دوسری طرف عوام الناس کو معاشی ترقی کے پرفریب دام میں الجھا کر راتوں رات سب کچھ سمیٹ لینے کی حرص وہوس میں مبتلا کردیا گیا ہے۔سابقہ ادوار میں یہ کھیل جس مہارت سے کھیلا گیا آج اس کے ثمرات یوں نکل رہے ہیں کہ لوگ حصولِ رزق کی جدوجہد میں ان تمام اخلاقیات سے بری الذمہ ہو گئے ہیں جو بہرحال معاشرہ میں توازن کی فضا کسی نہ کسی طور برقرار رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

صورت حال یہ ہے کہ اب ہر شخص انفرادی زندگی بہتر بنا لینے پر کمر بستہ ہے۔کیوں کہ عمومی تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ اخلاقی اقدار اس کے ہاتھ باندھتی ہیں اور اسے تمام سماجی رشتوں کے لیے ایثار وقربانی کے ساتھ معاملہ کرنے کی پابندی عائد کرتی ہیں جب کہ سرمایہ دارانہ نظام اپنے بہیمانہ وصف کے ذریعے ایک متحدہ دیندار اور حامل اخلاق معاشرتی اکائی کا شیرازہ بکھیرتا ہے۔معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوجاتا۔بلکہ اسی ٹوٹتی بکھرتی اور منتشر زندگی کے اثرات پھر ہر سطح پر نمودار ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔اور جس کا مشاہدہ عہدِ حاضر میں بخوبی کیا جاسکتا ہے۔میدان مذہب کا ہو یا سیاست کا، تعلیم کا ہو یا معیشت کا،سماجی اخلاقیات وروایات کا ہو،یا عدل وانصاف اور صحت عامہ کا۔ہر شعبۂ زندگی سے وابستہ افراد بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنی اپنی جگہ پر نہ صرف متاثر ہیں بلکہ ان کے رویوں میں بھی سرمایہ دارانہ ''نظامِ بے عدل'' کی بے لحاظ پیروی کے نتیجہ میں کئی عملی تبدیلیاں رونما ہوچکی ہیں۔ایسے میں کیا کیا جائے کہ ہم اپنے بکھرتے ہوئے شیرازہ کو مزید بکھرنے سے بچا سکیں؟

اس وقت یہی ایک سوال سب سے بڑا اور اہم ہے۔حاملین اسلام کے لیے اس سوال کا جواب تلاش کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ ان کے پاس کتاب ہدایت قرآن مجید جیسی انمول نعمت موجود ہے۔جس میں بڑے واضح طور پر اہل کفر کے طور طریقوں سے اہل اسلام کو باخبر کیا جاچکا ہے۔اور یہ پندرہ صدیوں قبل ظہور پذیر ہوا۔قرآن مجید نے اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ اہل ایمان اور اہل کفر کی زندگی کا دائرہ کار بالکل الگ الگ ہے۔دولت،اقتدار،ظلم ،بے عدلی،ہمہ قسم کی فواحش ومنکرات،حرص وہوس،بے رحمی اور خود غرضی اہل کفر کا وطیرہ ہے۔ان کا مقصودِ حیات ہے۔ان کے بنائے ہوئے عقلی نظام کی بنیادی خامیاں انھی عوامل سے ظاہر ہوتی ہیں۔لہٰذا ان کا مقابلہ مذکورہ خصائل پیدا کر کے نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس طرزِ عمل کو اختیار کرنے سے اہل ایمان کبھی فوز وفلاح کی منزل تک پہنچ سکیں گے۔قرآن مجید کے فرمان کے مطابق ''نہیں راضی ہوسکتے یہود ونصاریٰ تم سے، جب تک کہ تم اُن جیسے نہ ہوجاؤ۔اور یہ بھی کوئی حتمی بات نہیں کہ تم ان جیسے بن جاؤ تو وہ تم پر اعتماد کرنے لگیں اور یہ بات بھی محض بے ثبات گمان کی ہے۔اصل حقیقت یہ ہے کہ اہل کفر (یہود ونصاریٰ ہوں یا مجوس وہنود) تمہارے دوست ہو ہی نہیں سکتے۔تم نہ تو ان کا طرزِ زندگی اختیار کرو اور نہ ہی ان سے دوستیاں بڑھاؤ۔ورنہ ہوگا یہ کہ تمہیں اور تمہارے احوال کو انھی کے سپرد کردیا جائے گا۔''اہل کفر'' جنھیں بطور آزمائش اللہ نے

صرف دنیاوی معاملات میں سے کچھ پر اختیار دے رکھا ہے تم ان سے دنیاوی معاملات میں خواہ وہ اقتدار کے ہوں یا معیشت کے، تہذیب وثقافت کے ہوں یا نظامِ عدل کے جیت نہیں سکتے ۔اوران کا طریقِ حیات اختیار کرنے سے تمہیں نقصان یہ ہوگا کہ ایک طرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے جرم عظیم کے مرتکب ہو کر آخرت برباد کرلو گے تو دوسری طرف اللہ کی طرف سے تمہاری سزا یہ ہوگی کہ تمہیں اِنھی کفار کی ذلت آمیز غلامی کے شکنجہ میں کس دیا جائے گا۔

قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں بیان کیا: ''جس نے میری یاد سے غفلت برتی ،میرے احکام سے روگردانی کی میں ان کی معیشت تنگ کردوں گا۔'' یعنی جن چیزوں پر تم فخر کرتے ہو اور جن پر تمہارے رزق کا انحصار ہے انھیں اہل کفر کے تسلط میں دے دیا جائے گا اور اہل کفر اپنے دائمی بغض وعناد کے تحت تمہیں ذلیل ورسوا کر کے صرف جینے لائق روزینہ فراہم کرتے رہیں گے اور کبھی اس سے بھی انکار کردیں گے۔قرآن مجید ہی یہ بیان کرتا ہے کہ اہل ایمان کے لیے زندگی کا دائرہ کار صرف اقتصادی ترقی تک محدود نہیں بلکہ ہمہ جہت ہے۔اس میں سب اہم اور بنیادی چیز جو مقرر کی گئی ہے، وہ ہے سب کچھ عطا کرنے والے کی غیر مشروط اور یک طرفہ اطاعت۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔ایسی اطاعت جس میں کسی دوسرے کا کوئی عمل دخل نہ ہو اور جو مالک کائنات حق تعالیٰ شانہ اور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہی خالص ہو۔آج ایک تکرار کے ساتھ کہا جارہا ہے کہ ہم دنیا میں عزت وعظمت کے ساتھ اس وقت تک کھڑے نہیں ہوسکتے۔ جب تک ہماری معیشت مضبوط تر نہ ہوجائے۔گویا ہم نے اپنی مجموعی ترقی وکامیابی کا منبع صرف اور صرف اقتصادیات کو قرار دے رکھا ہے۔حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تیس پاروں میں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لاکھوں فرمودات (مجموعۂ احادیث) میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اہل ایمان اگر کفار کی طرح اپنی معیشت مضبوط کرلیں گے تو انھیں دنیا پر غلبہ عطا کردیا جائے گا۔انھیں عزت وعظمت عطا کردی جائے گی۔ بلکہ ارشاد ہوا تو یہ کہ'' اہل ایمان تو وہ ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے جتنا کچھ انھیں دے رکھا ہے وہ صرف اپنے تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اپنے مال کو اللہ کے حکم کے مطابق اطراف میں بستے معاشرہ کے ضرورت مندوں پر بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔اور ان کے اس عمل کے سبب اللہ ان کے رزق میں اور اضافہ کردیتا ہے۔مزید فرمایا کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ تم جنت میں چلے جاؤ۔جب تک کہ تم اپنی محبوب ترین چیزیں اللہ کے راستے میں خرچ نہ کردو۔مزید فرمایا: مؤمن لوگ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاچکے ہیں۔وہ مال سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے محبت رکھتے ہیں۔اور یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تمہیں مال کی محبت اپنے مالک کے احکامات بھلادے۔اگر ایسا کرو گے تو دنیا وآخرت کی تباہی میں جا پڑو گے۔

قرآن مجید نے فیصلہ کردیا کہ اگر تم اللہ پر ایمان رکھنے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے دعوے دار ہو تو پھر یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اہل اسلام کی زندگی کا دائرہ کار، ان کا نظامِ حکومت، نظامِ معیشت، نظامِ تعلیم اور نظامِ عدل، کفار سے قطعاً مختلف ہوگا۔ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ دنیا کی چند عارضی نعمتیں، چند سائنسی انکشافات، چند عقلی کلیے اور مادہ کو معبود بنانے والوں کی ظاہری چکاچوند تمہیں اس غلط فہمی میں مبتلا کردے کہ شاید دائمی کامیابی وکامرانی کا راستہ اہل کفر کی

اطاعت کر لینے میں ہی ہے۔ یادرکھو! اللہ نے فیصلہ کرلیا ہے کہ اہل ایمان کو اہل کفر کی مماثلت اختیار کرنے سے کبھی عزت نہیں دے گا۔ قرآن مجید کے مطابق: ’’اللہ وعدہ کرتا ہے اہل ایمان سے کہ اگر وہ اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ اچھے اعمال کرتے رہے تو (اللہ) انھیں زمین پر حاکم بنادے گا۔‘‘ یعنی اللہ کے نزدیک اہل ایمان کا اقتصادی ترقی کے جنون میں حرام وحلال کی حدود پھلانگ جانا ظلم وزیادتی میں مبتلا ہوجانا اور حرص وہوس کی راہ اختیار کر لینا قابل تعزیر جرم ہے اور اللہ نے یہ بھی وضاحت فرمادی کہ رزق تو تمھیں ہم دیتے آئے ہیں اور آئندہ بھی ہم ہی دیں گے۔ تم صرف اس کے لیے میرے بنائے ہوئے قانون وضابطہ کے مطابق جدوجہد کرنے کی کوشش کرو اور ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ اقتصاد ومعاد میں سربلندی بھی تمھیں اللہ ہی دے گا اور دنیا میں عزت وعظمت کا تاج بھی تمہارے سر پر وہی سجادے گا۔ لیکن اس کے لیے اوّلین شرط اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور اچھے اعمال ہیں نہ کہ پرائیویٹائزیشن، لبرلائزیشن اور عالمی سرمایہ داروں کے پھیلائے ہوئے دوسرے ظالمانہ ہتھکنڈے:

ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج
سب سوالات کے حل اس کے جوابوں میں ملیں

☆☆☆

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کردیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کردی گئی ہے۔ اکثر قارئین کا سالانہ چندہ دسمبر ۲۰۰۷ء میں ختم ہو چکا ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ۱۵۰ روپے ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔ (سرکولیشن منیجر)

ماہانہ مجلس ذکرو اصلاحی بیان

27 دسمبر 2007ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

چڑھتے سورجوں کے دوست

جاوید چودھری

وہ ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوا۔ چھے سال کی عمر میں ولی عہد بنا اور ۲۲ سال کی عمر میں ایران کا بادشاہ بن گیا۔ وہ محمد رضا شاہ پہلوی تھا لیکن پوری دنیا اسے شاہ ایران کے نام سے جانتی تھی۔ وہ ایشیا میں امریکہ کا سب سے بڑا دوست تھا۔ یورپی پریس اسے ''امریکن گورنر'' کہتا تھا۔ وہ امریکی وفاداری میں بہت آگے چلا گیا۔ امریکہ نے اسے روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا حکم دیا اور اس نے ایران میں داڑھی اور پردہ پر پابندی لگادی۔ اس کے دور میں کوئی باپردہ عورت گھر سے نکلتی تھی تو پولیس سرِ عام اس کا برقع پھاڑ دیتی تھی۔ شاہ ایران نے تمام زنانہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سکرٹ کو یونیفارم بنادیا۔ شراب نوشی، رقص اور زنا فیشن بن گیا۔ شاہ کے دور میں ایران دنیا کا واحد ملک تھا جس میں کالجوں میں شراب کی دکانیں تھیں۔ یونیورسٹیوں میں خواتین کی سودے بازی ہوتی تھی اور اس مکروہ کاروبار کو قانونی حیثیت حاصل تھی۔ شاہ کے زمانے میں دو جرنیلوں کے ہم جنس پرست بیٹوں نے آپس میں شادی کی۔ سرکاری سطح پر نہ صرف ان کی دعوت ولیمہ ہوئی بلکہ شاہ اور اس کی کابینہ نے خصوصی طور پر اس تقریب میں شرکت کی۔ شاہ نے امریکہ کی محبت میں ایران میں موجود ۴۲ ہزار امریکیوں کو سفارتی حیثیت دے دی۔ امریکہ نے شاہ ایران کے دفتر میں ''گرین فون'' لگا رکھا تھا اور اسے امریکہ سے جو ہدایات ملتی تھیں، وہ ان پر فوری عملدرآمد کراتا تھا لیکن پھر شاہ کی امریکہ نواز پالیسیوں پر بغاوت ہوئی۔ یہ بغاوت تین سال تک چلتی رہی۔ شاہ نے ۱۲ شہروں میں مارشل لاء لگادیا، عوام نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ شاہ نے حکومت، شاہ پور بختیار کے حوالے کی اور ملک سے فرار ہوگیا۔ اس کا خیال تھا امریکہ اب اس کی وفاداریوں کا بدلہ دے گا لیکن جوں ہی شاہ ایران کا طیارہ ایران کی حدود سے نکلا امریکہ نے آنکھیں پھیرلیں، شاہ پہلے مصر گیا، پھر مراکش، پھر بہاماس اور پھر میکسیکو۔ وہ اس دوران امریکہ سے مسلسل مدد مانگتا رہا لیکن وائٹ ہاؤس اس کا ٹیلی فون تک نہیں سنتا تھا۔ شاہ ایران سوا سال تک مارا مارا پھرتا رہا لیکن کسی نے اس کی مدد نہ کی۔ امریکہ نے اس کے اکاؤنٹس تک ''سیز'' کردیئے۔ آخر میں انورالسادات کام آیا اور اس نے اسے پناہ دے دی۔ جولائی ۱۹۸۰ء میں قاہرہ میں اس کا انتقال ہوا۔ انتقال کے وقت اس کے پاس اس کی تیسری بیوی کے سوا کوئی نہ تھا۔ لوگ اس کا جنازہ تک پڑھنے نہ آئے۔ چنانچہ اسے اس کے بیڈروم ہی میں امانتاً دفن کردیا گیا۔

یہ صرف رضا شاہ پہلوی کی کہانی نہیں، امریکہ کا ہر دوست حکمران اسی انجام کا شکار رہا۔ آپ ''اناس تاسیوسو'' کی

مثال لیجیے۔ وہ نکاراگوا میں امریکی ایجنٹ تھا۔ نکاراگوا میں کمیونزم کی تحریک شروع ہوئی تو امریکہ نے اناس تاسیوسو کو ڈالر اور اسلحہ دے کر کمیونزم کے خلاف کھڑا کر دیا۔ تاسیوسو امریکہ کی جنگ کو اپنی جنگ سمجھ کر لڑتا رہا۔ ۱۹۷۹ء میں نکاراگوا میں اس کے لیے حالات مشکل ہوگئے۔ وہ ملک سے فرار ہوا لیکن جوں ہی اس نے نکاراگوا سے باہر قدم رکھا۔ امریکہ نے اسے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اس نے امریکہ آنے کی کوشش کی لیکن امریکی حکومت نے اجازت نہ دی۔ یوں اناس تاسیوسو جنگلوں اور غاروں میں چھپ کر زندگی گزارنے لگا۔ وہ ۱۹۸۰ء میں اسی پریشانی کے عالم میں انتقال کر گیا اور اس کے چند قریبی دوستوں نے اسے پیراگوئے کے شہر اسنشن میں دفن کر دیا۔ آج لوگ اس کے نام تک سے واقف نہیں ہیں۔

چلی کے آمر ''جنرل اگارتے اگستو پنوشے'' نے ۱۹۷۳ء میں سی آئی اے کی مدد سے جنرل ایلینڈو کی منتخب حکومت پر شب خون مارا تھا۔ پنوشے نے اقتدار میں آتے ہی چلی کی عوام کے خلاف آپریشن شروع کر دیا۔ پنوشے ۱۹۹۰ء تک چلی پر حکمران رہا۔ ان ۱۷ برسوں میں پنوشے نے امریکہ کے کہنے پر ہزاروں شہری قتل کرائے، امریکہ کی ناپسندیدہ تنظیموں پر پابندیاں لگائیں اور امریکہ کی خواہش پر اپنے شہریوں کے انسانی حقوق غصب کیے۔ عوام ۱۹۹۰ء میں پنوشے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ مارچ ۱۹۹۰ء میں لندن فرار ہوگیا۔ اس کا خیال تھا برطانیہ اور امریکہ اس کی وفاداریوں کی قدر کریں گے لیکن لندن آتے ہی برطانوی پولیس نے اسے گرفتار کیا اور اسے اس کے گھر میں نظر بند کر دیا۔ اس نے اس ناروا سلوک پر امریکہ سے احتجاج کیا لیکن امریکی حکومت نے اسے جواب تک دینے کی زحمت نہ کی۔ برطانوی حکومت نے اسے ۲۰۰۰ء میں چلی کے حوالے کر دیا۔ اس کے خلاف مقدمہ چلا۔ ۳؍دسمبر ۲۰۰۶ء کو اسے ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ دم توڑ گیا۔ اس کی موت پر پورے ملک میں خوشیاں منائی گئیں جب کہ امریکی حکومت نے ایک سطر کا تعزیتی پیغام تک جاری نہ کیا۔

انگولا کا باغی سردار ''جوناس سیومنی'' بھی امریکہ نواز لیڈر تھا۔ وہ برس ہا برس انگولا میں امریکی مفادات کی جنگ لڑتا رہا۔ نومبر ۱۹۹۲ء میں امریکہ نے اسے کمیونسٹوں کے ساتھ امن معاہدے کا حکم دیا۔ اس نے معاہدے پر دستخط کر دیئے جس کے نتیجے میں جوناس سیومنی بے دست و پا ہوگیا۔ معاہدے پر دستخطوں کے دو ماہ بعد کمیونسٹوں نے ''ہامبو'' میں اس کے ہیڈکوارٹر پر حملہ کر دیا۔ وہ فرار ہوگیا۔ آج اس واقعہ کو پندرہ سال گزر چکے ہیں، جوناس سیومنی جان بچانے کے لیے چھپتا پھر رہا ہے لیکن امریکی حکومت اس کا ٹیلی فون تک نہیں سنتی۔

''جنرل نوریگا'' پانامہ میں امریکہ کا آلہ کار تھا۔ اسے بھی امریکیوں نے کمیونسٹوں کے خلاف استعمال کیا۔ وہ ۱۹۹۰ء تک امریکی مفادات کی جنگ لڑتا رہا لیکن امریکہ کی تسلی نہ ہوئی۔ لہٰذا امریکہ نے پانامہ پر حملہ کر دیا۔ صدر نوریگا گرفتار ہوا۔ امریکی ایماء پر عدالت نے اسے ۴۰ سال قید بامشقت کی سزا سنادی اور نوریگا گزشتہ چودہ برس سے جیل میں امریکی دوستی کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔

''فرڈی ننڈ مارکوس'' ۲۲ برس تک فلپائن میں امریکی مفادات کی جنگ لڑتا رہا۔ اس نے فلپائن سے کمیونسٹوں

کو چن چن کر ختم کر دیا لیکن ۱۹۸۶ء میں امریکہ ہی نے اس کی حکومت ختم کرادی۔ مارکوس امریکہ آ گیا۔امریکہ نے اسے پناہ تو دے دی لیکن اسے وہ عزت اور وہ توقیر نہ دی جس کا وہ حق دار تھا۔ مارکوس نے باقی زندگی ہونولولو کے ایک چھوٹے سے مکان میں گزاری اور اسے ایک عام پناہ گزین کے برابر وظیفہ ملتا تھا۔ مارکوس ۱۹۹۹ء میں اسی بے بسی کے عالم میں آنجہانی ہوگیا۔

۱۹۷۹ء ہی میں امریکہ نے رہوڈیشیا میں بشپ ایبل منرور یوا کو موغابے اور نکوموکے مقابلے میں کھڑا کیا۔ بشپ امریکیوں کے لیے لڑتا رہا لیکن جب وہ لڑتے لڑتے کمزور ہوگیا تو امریکہ نے اس کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا۔

صدر صدام حسین کی کہانی تو پوری دنیا جانتی ہے۔انقلاب ایران کے بعد امریکہ نے صدام حسین کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔صدام حسین نے امریکہ کی ایماء پر ۲۲ر ستمبر ۱۹۸۰ء کو ایران پر حملہ کر دیا۔ یہ جنگ ۲۰ر اگست ۱۹۸۸ء تک ۸ سال جاری رہی اور اس میں دس لاکھ افراد ہلاک اور ۲۰ لاکھ زخمی ہوئے۔صدام حسین ۱۹۹۰ئ تک امریکہ کا دوست رہا لیکن پھر امریکہ نے تیل کے لالچ میں عراق پر حملہ کر دیا۔اس جنگ میں ۸۶ ہزار عراقی شہری شہید ہوئے۔۲۰۰۳ء میں امریکہ نے ایک بار پھر عراق پر حملہ کیا۔صدام حسین گرفتار ہوا اور امریکی ہدایات پر اسے ۳۰ر دسمبر ۲۰۰۶ء کو بغداد میں پھانسی دے دی گئی۔

شاہ ایران سے لے کر صدام حسین تک امریکی تاریخ دوست کشی کی ہزاروں مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ امریکی اپنی خارجہ پالیسی کو ''ڈسپوزل ڈپلومیسی'' کہتے ہیں۔ان کا فلسفہ ہے ''خریدو، استعمال کرو اور پھینک دو''۔امریکی قوم بلیڈ کند ہونے سے پہلے بیوی بدل لیتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے دوستوں کو کاغذ کے گلاس، پلیٹ، ٹشو اور گندی جراب سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ یہ لوگ ہمیشہ کیس ٹو کیس اور پراجیکٹ ٹو پراجیکٹ چلتے ہیں۔ چنانچہ ان کے دوست جنرل اگستو پنوشے ہوں، جنرل رضا شاہ پہلوی ہوں یا جنرل صدام حسین یہ لوگ اس وقت تک انھیں دوست سمجھتے ہیں جب تک وہ ان کے لیے خدمات سرانجام دے سکتے ہیں اور جس دن انھیں محسوس ہوتا ہے یہ شخص ان کی ''ذمہ داری'' بنتا جارہا ہے۔ یہ اس کے ساتھ ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ضیاء الحق جیسا سلوک کرتے ہیں اور اس کے بعد یہ ان کی قبروں تک پر ''سابق'' کی مہر لگا دیتے ہیں۔ یہ ہے امریکی دوستی اور اس کا انجام اور امریکہ پچھلے دو سو برس سے ''دوستی'' کے اسی فلسفے پر کاربند ہے اور اس نے آج تک کسی شخص کے لیے اپنی یہ پالیسی نہیں بدلی لیکن ہمارے مہربان یہ سمجھ رہے ہیں ۲۰۰۷ء تک پہنچ کر امریکہ نے اپنا سارا فلسفہ بدل لیا ہے اور وہ اب بحیرۂ عرب کے آخری ساحل اور بحراوقیانوس کی آخری لہر تک ہمارا ساتھ دے گا۔ ہمارے یہ دوست بھول گئے ہیں وہ امریکی جو اپنی ماں، اپنے باپ کو بھول جاتے ہیں وہ بحرانوں میں ان کا کیا ساتھ دیں گے۔امریکہ ڈوبتے سورجوں کی زمین ہے اور ڈوبتے سورجوں کے بیٹے ہمیشہ چڑھتے سورجوں کے دوست ہوتے ہیں۔ امریکہ کی وفاداری کا رخ بدل رہا ہے۔بس ایک دو ہفتوں کی بات ہے اور اس کے بعد نیا کپ، نئی پلیٹ اور نیا گلاس ہوگا اور کونڈا لیزا رائس ہوگی۔(مطبوعہ: روزنامہ ''ایکسپریس'' ۹ر نومبر ۲۰۰۷ء)

احرار......ایک تحریک

۲۹ ؍دسمبر ۱۹۲۹ء--۲۹ ؍دسمبر ۲۰۰۷ء (۷۸واں یومِ تاسیس)

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

مجلس احرارِ اسلام کا نام زبان پر آتے ہی فضا میں ارتعاش سا محسوس ہوتا ہے دل، جذبۂ حُریت کے تقدس میں ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ تصوّر و تخیل میں، جرأت و حمیّت، اکابرِ احرار کا طواف کرتی نظر آتی ہے دل و دماغ احرار کے احترام میں سرنگوں ہو جاتے ہیں، اور خیال غیرت کا دامن تھامے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی سمت کشاں کشاں لے جاتا ہے کہ جن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اکابرِ احرار اور رضا کارانِ احرار نے سرزمین پاک و ہند پر اپنی قوتِ ایمانی سے، جانفشانی، ایثار و قربانی کے وہ نقوش چھوڑے ہیں کہ رہتی دنیا تک یہ نقوش اہل ایمان کے لیے مشعلِ راہ بن کر انہیں کچھ کر گذرنے پر اُکساتے رہیں گے اور حق و صداقت پر مر مٹنے کا درس دیتے رہیں گے۔

زمانہ ہزار کروٹ بدلے۔ تاریخی تحریفات اپنی مصلحتوں کا دل رکھنے کے لیے تاریخ کا چہرہ مسخ کرنے کے لیے جتنی چاہے کوشش کرے۔ یہ بات اپنی جگہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی ذی شعور انکار تو کیا انکار کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا کہ احرار کا یہ قافلۂ اہل جنوں محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت سے جبر کی ہر قوت سے دیوارنہ وار لڑ گیا۔ نتائج کی پروانہ کرتے ہوئے وقت کی سولی پہ رقص تو کر گیا۔ لیکن زمانے کی ستم رانیوں کے آگے سرنگوں نہیں ہوا۔ سطوتِ افرنگ اُن کے حریت پناہ ارادوں کو مُسخّر نہ کر سکی۔ سیم و زر کی چمک اُن کی عقابی نگاہوں کو خیرہ کرنے میں ناکام رہی۔ مصائب و آلام اُن کے پُر شکوہ عزائم کی تپش میں موم کی طرح پگھل گئے۔ اور بالآخر یہ قافلہ اہل جنوں و غیرت اپنی بے سروسامانیوں کے باوجود اپنی منزل مقصود یعنی آزادی کی منزل تک پہنچ کر ہی رُکا۔ اس وطن کو آزادی سے ہمکنار کرنے کے لیے نہ جانے کتنے احرار رضا کاروں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ نہ جانے کتنی جوانیاں موت کی پُرخار اور مہیب وادی سے گذرتی ہوئی راہِ ابد کو روانہ ہو گئیں۔ قید و بند تعزیر و سلاسل کے نہ جانے کتنے سلسلے راہ میں رکاوٹ بنے، لیکن یہ احرار جانباز جنہیں سپاہِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اپنے مقصد کے حصول کے لیے سینہ سپر ہی رہے اور اپنے مقدس خون سے وقت کی پیشانی پر یہ تحریر لکھ گئے:

ہم زینتِ فسانۂ جاناں بنے رہے　　جذب و جنون و عشق کا عنواں بنے رہے
زیرِ قدم رہا ہے حوادث کا سلسلہ　　یوں جرأتوں کا شُعلۂ پرّاں بنے رہے

احرار نے جہاں ایک طرف اپنی پوری قوت کے ساتھ آزادی کی جنگ لڑی وہیں اسی سرزمین پاک و ہند پر اسلام کے دفاع، مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ، عظمتِ اسلام کی پاسداری اور تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کے لیے بھی سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ جو عقیدت مجلس احرار کو من حیث الجماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے

ہے وہ فقید المثال ہی نہیں لازوال بھی ہے۔ تاریخ کے اوراق اس عقیدت ومحبت سے منوّر ہیں۔ جس کی ایک ایک سطر عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اور پیغام نبوت کا اعلان ہے۔ ہر تحریک کے مشکل موڑ پر احرار کو اپنے اللہ کی مدد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت ہی سہارا دیتی رہی۔ خود قادیانیت کے خلاف احرار کی بے مثال اور عظیم الشان جنگ' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کی ایک لاجواب داستان بھی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اغیار کی یہ خواہش اور سازش ہے کہ مسلمانوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتۂ عقیدت ومحبت ختم کر دیا جائے۔ ایک مسلّم امر ہے اسی طرح اس کے جواب میں مسلمانوں کا یہ فیصلہ بھی مسلّم اور حتمی فیصلہ ہے کہ ہر مسلمان ہر ابتلاء کو خوشدلی کے ساتھ قبول تو کر سکتا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت پر کوئی آنچ آئے' اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ کہ یہی اساس دین، یہی تقاضۂ ایمان، یہی منتہائے عبادت، یہی وجۂ شہادت، یہی منشاءِ خدا، یہی رمزِ وفا، یہی رازِ بقا، یہی ہماری آن، یہی ہماری شان، یہی منبعِ عقیدت ہے جس سے اعمال وکردار کے وہ سوتے پھوٹتے ہیں جو دین اسلام کا مقصود اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضا کا سبب ہے:

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

احرار ایک جماعت بھی ہے اور ایک تحریک بھی، تحریک انگریز اور امریکہ کے حواریوں کے خلاف تحریک، سیاسی میدان میں سیاسی مداریوں کے خلاف، مجبور ومظلوم انسانوں کی بے بسی کا مذاق اُڑانے والوں کے خلاف، غریب انسانوں کے ارمانوں کا خون کر کے دادِ عیش وعشرت دینے والوں کے خلاف اُن سرمایہ پرستوں کے خلاف جن کے محلات میں گھی کے چراغ جلتے ہیں مگر جو غریب کی کٹیا میں مٹی کا دیا جلتے نہیں دیکھ سکتے۔ جن کے کتے اطلس وکمخواب میں سوتے ہیں لیکن جو غریب کی بیٹی کے سر پر دوپٹہ نہیں دیکھ سکتے۔ جو اپنے جوتے کی چمک کو برقرار رکھنے کے لیے غریب کے چہرے کی چمک اُڑا لیتے ہیں۔ احرار ایک تحریک ہے۔ وڈیروں اور جاگیرداروں کے خلاف جو انگریزی جبر واستبداد کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے رہے اور اُن کے مظالم پر تحسین وآفرین کے ڈونگرے برساتے رہے۔ احرار ایک تحریک ہے، اُن اُمراء ورؤسا کے خلاف جنہوں نے انگریز کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے وطن کے سرفروشوں کا مذاق اُڑایا۔ انگریزی اقتدار کو رحمتِ خداوندی قرار دیا۔ جو انگریزی اقتدار کے استحکام کا باعث بن کر اپنی اس غداری پر ان سے جاگیریں حاصل کرتے رہے، احرار ایک تحریک ہے، اُن جاگیرداروں کی اولاد کے خلاف جو آج ہمارے اس ملک پر محض اپنی معاشی بالادستی کے بل بوتے پر قابض ہو کر اس ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ ایسے تمام جاگیرداروں، سرمایہ داروں کا وجود اس دھرتی پر بوجھ ہے۔ یہ تمام لوگ اپنی خصلت، اپنی ناپاک مساعی اور مکروہ فکر کی وجہ سے باعثِ صد مذمت ہیں' جو امریکہ کے ذہنی غلام ہیں۔ جن کی تمام تر ذہنی صلاحیتیں امریکہ اور برطانیہ کے در کا ہر وقت طواف کرتی رہتی ہیں۔ جنہیں خدا کی خوشنودی کا خیال تک نہیں جو اپنی زندگی کا ماحصل صرف برطانیہ اور امریکہ کی خوشنودی کو گردانتے ہیں۔ ایسے تمام لوگ، ایسا تمام طبقہ اپنی خصلت کے اعتبار سے قادیانیوں کی طرح قابلِ مذمت ہیں۔ جاگیردار اور قادیانی ایک ہی ہیں دونوں ہی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں۔ دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ دونوں ایک ہی طاقت کے ٹاؤٹ اور گماشتے ہیں۔ دونوں کے خلاف احرار پچھلی پون صدی سے نبرد آزما ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں گروہ احرار کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ دونوں نے احرار کو کبھی

معاف نہیں کیا۔ ان کی مخالفت احرار کے لیے توشۂ آخرت اور ذریعہ نجات ہے۔ احرار کو اس بات پر فخر ہے کہ انگریز اور امریکہ کے ان دونوں گماشتوں یعنی جاگیرداروں اور قادیانیوں کے دل میں احرار کے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ انہوں نے احرار کا راستہ روکنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے لیکن احرار کا یہ قافلہ ان سے نہ رُک سکا اور سوئے منزل آج بھی رواں دواں ہے:

ہم نے لہو کو اپنے، فضا میں اُچھال کے　　لکھے ہیں تذکرے دلِ وقفِ مِلال کے
تھے آشنا جنون سے رُکتے بھلا کہاں؟　　لگتے رہے گو زخم زمانے کی چال کے

احرار نے اپنے آغازِ سفر میں ہی یہ بات واضح کر دی تھی کہ ہم ہندوستان کی آزادی کی کوشش اس طور کرنا چاہتے ہیں کہ غریبوں، مفلسوں، محنت کشوں اور مظلوم انسانوں کی سرمایہ پرستوں سے آزادی کا بھی اہتمام ہو سکے (جو ابھی تک نہیں ہوا)۔ مجلس احرار اسلام اس کے لیے اپنے پورے وسائل اور پوری صلاحیتوں کے ساتھ اس کے لیے کوشاں ہے۔ مولانا مظہر علی اظہرؒ نے ۱۱رجولائی ۱۹۳۱ء میں حبیبہ ہال لاہور میں جماعت احرار کے پہلے باضابطہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے کہا تھا:

''ہندوستان کے مدعیانِ قوم پرستی کو ابھی یہ سبق پڑھانے کی ضرورت ہے کہ دنیا امیروں کی جولانگاہ نہیں، اس میں غریبوں کا بھی حصہ ہے۔ بلکہ اگر حق رائے دہی اور حکومت کی ضرورت ہے تو غریبوں کو، امیر تو خود اپنی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اپنے لیے حفاظتِ صحت کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ جائیداد کی حفاظت کے لیے پہریدار مقرر کر سکتے ہیں۔ اپنی اولاد کو تعلیم دے سکتے ہیں۔ لیکن غریب ہی ہیں' جنہیں نہ آج تک تعلیم دی گئی' نہ ان کے لیے حفظان صحت کا بندوبست کیا گیا۔ نہ ان کی روزمرہ زندگی ہی انسانوں کی زندگی کہلا سکتی ہے۔ بلکہ امیروں کے کتے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں سے بہتر زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اگر اس نظام کو قائم رکھنا ہے جو سرمایہ داری کی شان اپنے اندر رکھتا ہے اور غریب کو کچل کچل کر مالا مال کرتے ہیں۔ منہمک ہیں تو برطانوی کارتوس اور بم کچھ عرصہ تک یقیناً ابھی غریبوں کو خاموش رکھ سکیں گے اور ہندو اور سکھ سرمایہ پرستی اسی امید پر ادھار کھائے بیٹھی ہے۔ مگر نوع انسانی کے غریب لیکن محنت کش افراد ہمیشہ کے لئے قعرِ مذلت میں نہیں رہ سکتے۔ اگر پنجاب میں غریب طبقہ میں مسلمانوں کی نمائندگی زیادہ ہے تو باقی صوبوں میں غریب ہندوؤں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ قوم کے بہترین افراد کو جو شب و روز محنت کرتے ہیں اور اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے بھی اکثر محروم رکھے جاتے ہیں۔ جنہیں نہ گرمی میں شملہ، ڈلہوزی اور مری کی ٹھنڈی ہوائیں نصیب ہوتی ہیں، نہ سردیوں میں دہکتی ہوئی انگیٹھیوں کے سامنے بیٹھنا مل سکتا ہے، نہ بادِ باراں کے موسم میں کہیں سر چھپا کر بیٹھنے کی توفیق ہوتی ہے۔ انہیں ہمیشہ اپنی اغراض کے لیے استعمال کرنا 'انہیں شرف انسانیت سے محروم رکھنا ''احسن تقویم'' کی ہوئی دنیا کو ''اسفل السافلین'' میں رہنے پر مجبور کرنا۔ بالآخر آج نہیں تو کل کے سرمایہ دار فوقیت یافتہ طبقہ کے لیے ہی نہ صرف خطرناک بلکہ مہلک ثابت ہوگا۔ آج وقت ہے کہ قوم کے ہر طبقے کو فراخ حوصلگی سے مواقع ترقی دیئے جائیں۔ غریبوں، کمزوروں، جاہلوں بلکہ گناہ گاروں کی خبر گیری کی جائے۔ تاکہ وہ آسانی سے خواص انسانی حاصل کر کے مادرِ وطن کے لیے زینت اور فخر کا باعث ہوں۔ لیکن اگر حکومت کی مشینری اس لیے چلائی جاتی ہے کہ غریب محنت کرے اور سرمایہ دار

عیش اڑائے۔مقروض کمائے اور قارض سب کچھ سود میں اڑا لے جائے۔عوام الناس بیکار رہوں اور جرم و گناہ کی زندگی بسر کریں اور امراء و رؤساء انہیں سزا دینا ہی اپنا فرض سمجھیں۔ان کی مشکلات کو حل کرنے کی دردسری اپنے ذمے نہ لیں تو جماعتی جنگ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہے گا۔

ہم اب بھی آزادی کے لیے تہہ دل سے کوشش کریں گے۔لیکن ہماری کوشش غریبوں، مفلسوں، محنت کشوں، مظلوموں اور ستم رسیدوں کی آزادی کے لئے ہوں گی۔ہم نئی بادشاہتیں، نئے راج، نئی نوابیاں اور نئے ساہوکارے دیکھ کر خوش نہیں ہو سکتے۔ہم خود دولت اور امیری کے دلدادہ نہیں اور نہ آئندہ امیرانہ ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرنا ہمارا مقصد ہے۔اس لیے جہاں ہم نے آج تک برطانوی ملوکیت اور سرمایہ داری کا ساتھ دینا ضعفِ ایمانی سمجھا ہے۔اسی طرح ہندوستانی سرمایہ داری کے ہاتھ میں کھیلنا ہمارے نزدیک جائز نہیں۔اگر ہمارے سرمایہ دار بھائی ہمیں اپنے جال میں پھنستا نہ دیکھ کر جوشِ غضب میں آئیں تو ہم مردانہ وار مسکرا کر اپنی راہ پر چلتے جائیں گے۔''

پچھتر برس پہلے کے اس خطبے کے ایک ایک لفظ کا بڑے غور وفکر کے ساتھ مطالعہ کرنے کے بعد احرار کی تحریک کا اگر غیر جانب داری سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح طور پر اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ احرار کا سب سے بڑا قصور غریب طبقے کی بہتر زندگی کا مطالبہ ہے۔جو سرمایہ داروں کو نہ قیامِ پاکستان سے پہلے قبول تھا نہ آج قبول ہے۔قیامِ پاکستان سے پہلے مسلم لیگ اور کانگریس دونوں جماعتیں بنیادی طور پر سرمایہ پرستوں کی جماعتیں تھیں۔جن کا خمیر ایسی مٹی سے اٹھایا گیا تھا جس کا ایک ایک ذرہ سرمایہ داروں کا مرہونِ منت تھا۔کانگریس کو پنپنے کے لیے آب ودانہ ''برلا اور ٹاٹا'' جیسے سیٹھوں سے میّسر آتا تھا اور کانگریس کے پورے نظام پر پنڈتوں اور پروہتوں کا قبضہ تھا۔وہ کسی ایسے فرد کو آگے لانے کے لیے تیار نہ تھے، جس کے تعلق کی ڈور غریب خاندان سے بندھی ہو۔اسی طرح مسلم لیگ میں بھی بنیادی طور پر اسی قماش کے لوگ آگے تھے جن کا تعلق مجموعی طور پر سرمایہ پرستوں کی مکروہ جماعت سے تھا۔جن کی قابلیت، صلاحیت کا حدود اربعہ سرمایہ کی حدود میں ہی محدود ہو کر رہ گیا تھا۔غرضیکہ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں، غریب اور مفلوک الحال لوگوں کی خوشحالی کے تصور سے ہی بدکتی تھیں۔اور یہی بات احرار کو وقت کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ اور کانگریس سے بہت دور لے گئی۔اگر چہ یہ دونوں جماعتیں احرار کے خلوص وایثار کی کمائی کھاتی رہیں۔کانگریس آزادی کے محاذ پر احرار کی قوتِ کار کا کریڈٹ وصول کرتی رہی اور دینی محاذ پر جتنی بھی تحریکیں احرار کے پلیٹ فارم سے اُبھریں، اُس کا کریڈٹ مسلم لیگ وصول کرتی رہی لیکن اس کے ساتھ احرار کی، یہ دونوں جماعتیں اس بات کو بھی شدت کے ساتھ محسوس کرتی تھیں کہ احرار کا مزاج، احرار کا فکر، احرار کا نصب العین، احرار کا اندازِ کار اُن کے لیے انتہائی خطرناک اور مہلک ہے۔آج بھی یہی صورت حال ہے۔احرار دین کے حوالے سے غریبوں کی مضبوط آواز ہے۔ایک زبردست تحریک ہے، جسے سرمایہ پرست اور اُن کے حواری، دبا دینا چاہتے ہیں لیکن یہ کام وہ نہ پہلے کر سکے ہیں، نہ اب کر سکیں گے:

اک جنوں کی داستاں ہے داستاں احرار کی　　عزم و ہمت ، سرفروشی ، ولولہ ایثار کی
جابجا تاریخ کے اوراق پر لکھی ہوئی　　خونچکاں سی اک کہانی لشکرِ احرار کی
ان کے آنگن میں نہ اُتری زر کی کوئی کہکشاں　　فقرو مستی ان کا شیوہ ، آن ہیں یہ پیار کی
خالدؔ ان کے دم قدم سے ہے جنوں کو حوصلہ　　یہ جماعت ہے روایت عشق کے اظہار کی

زبان میری ہے بات اُن کی

ساغر اقبالی

☆ تاجر برادری نے ملکی ترقی کے لیے ہمیشہ کردار ادا کیا۔ (محمد میاں سومرو)

حکمرانوں نے صرف اپنی ترقی کے لیے ہمیشہ کردار ادا کیا۔

☆ ریما سے نام جڑ گیا، سو جڑ گیا، میں کون سا امام مسجد ہوں۔ (شیخ رشید)

گویا آئندہ ہدف مسجد کی امامت کا ہے؟

☆ غیر ملکی چمچہ ہوں، نہ اقتدار کا بھوکا (پرویز مشرف)

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

☆ تین سابق ججوں کا اختلافی فیصلہ کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ نہیں۔ (اٹارنی جنرل قیوم ملک)

یہ اُن کے جانے کے بعد پتا چلا ہے!

☆ عمران خان پر اسلامی جمعیت طلبہ کا تشدد (ایک خبر)

میں نے جس شاخ کو پھولوں سے سجایا عارف
میرے سینے میں اُسی شاخ کا کانٹا اترا

☆ نگران حکومت میں کوئی فوجی یا بیورو کریٹ شامل نہیں (خالد مقبول، گورنر پنجاب)

ونگ کمانڈر (ر) اسلم خان ہمایوں نے پنجاب کی نگران کابینہ کے رکن کی حیثیت سے حلف اٹھالیا (ایک خبر)

☆ اس وقت ملک میں ہر طرح سے امن ہے (خواجہ عطاء اللہ، نگران وفاقی وزیر)

راولپنڈی میں حساس فوجی علاقوں میں دو خودکش بم دھماکے، ۳۸ ہلاک، ۴۳ زخمی (تازہ خبر)

☆ کوئی ہمیں ڈکٹیٹ نہیں کر سکتا (شوکت عزیز)

امریکہ چاہے تو پاکستان کے الیکشن بھی واشنگٹن میں ہوں (طارق عظیم)

☆ جسٹس (ر) خالد محمود نے پی سی او کے تحت، شریعت اپیلیٹ کورٹ کے جج کا حلف اٹھالیا (ایک خبر)

کہ بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

☆ آئے تو خزانہ خالی تھا۔ اب بھرا ہوا ہے۔ (شیخ رشید۔ شیر افگن)

اپنا یا ملک کا؟

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ: صبیح ہمدانی

کتاب: سرسید اور ان کی تحریک　　　مصنف: ضیاء الدین لاہوری

صفحات: ۳۶۸　　　قیمت: ۲۰۰ روپے　　　ناشر: جمعیۃ پبلی کیشنز متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول وحدت روڈ۔ لاہور

جناب مؤلف ہمارے عہد میں فنِ تحقیق کا ایک معتبر نام ہیں۔ آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا' اس موضوع کا مکمل احاطہ کیا اور یوں قلم کی عظمت کا حق ادا کیا۔ وہ بجا طور پر اس عہد میں تحقیق کی آبرو کے محافظ کہے جانے کے قابل ہیں۔

یوں تو بہت سے موضوعات پر انھوں نے دادِ تحقیق دی ہے لیکن ان کا ایک موضوع ایسا ہے جو ان کی خصوصی توجہات کا مرکز ہے اور وہ ہے ''سرسید احمد خان احوال اور کارنامے اور شخصیت و کردار'' محض اسی موضوع پر ضیا صاحب کی نصف درجن سے زائد کتب اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔ ہر ایک کتاب قلم کی عظمت کی حامل، فن کی آبرو کی محافظ اور تحقیق کے معیار پر پوری اترتی ہے۔

سرسید احمد خان برعظیم پاک و ہند کی مجموعی تاریخ کے ایک قدآور فرد ہیں۔ ''مستغربین'' برعظیم میں بہت کم گزرے ہیں۔ آپ ان میں سے اوّلین تھے۔ مسلمانوں کے (یا مسلمان کہلانے والوں کے) ایک مکتبِ فکر کے مجدد یا بانی بھی تھے اور ہندوستان میں ایک ایسی تحریک کے محرک یا مسبّب بھی جو بعد کے زمانوں میں ہندوستان کی معاشرتی و عمرانی زندگی پر بڑے زوردار طریقہ سے اثرانداز ہوئی۔

ظاہر ہے کہ اتنے بہت سے کام جس شخص سے صادر ہوں وہ لازمی طور پر توجہات کا مرکز بنے گا۔ چنانچہ سید موصوف کے ساتھ بھی ایسا ہونا فطری بات ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہندوستانی تاریخ کے ایک مخصوص دور، ایک مخصوص واقعے (اور عظیم واقعے) اور ایک مخصوص فکر کا جب بھی ذکر کیا جائے گا سید موصوف کو لازماً یاد کیا جائے گا۔ لہٰذا ان پر، ان کی حیات پر، ان کے فکر پر، ان کے فلسفۂ عمل کی تشریحات پر اتنا بہت کچھ لکھا گیا کہ شاید ہی کسی اور شخصیت پر لکھا گیا ہو۔

لیکن ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر قلم کاروں نے جناب سید کے بارے میں لکھتے ہوئے کسی معلوماتی کجی، علمی بددیانتی، سیاسی بدعنوانی یا کسی اور وجہ کی بنا پر سید موصوف کی شخصیت کی صحیح خاکہ کشی نہیں کی۔ بعض لوگوں نے دروغ مصلحت آمیز سے کام لیا ہے اور بعض قلم کاروں نے تو صریح طور پر کئی جھوٹ بولے ہیں اور ایک انتہائی حد تک حقائق سے معدول شخصیت کی تصویر کشی کی ہے۔ جب من حیث الطبقہ یہ طرزِ عمل عام ہو گیا تو اس کو قاری کے ذہن میں رسوخ بھی حاصل ہوا' جس کے نتیجے میں سید موصوف کی اپنی شخصیت اور اپنا چہرہ مسخ ہوا اور ہمارے یعنی عام قاری کے ذہن

میں سرسید کے بارے میں جو تاثر جاگزیں ہوا' وہ سید موصوف کی ذاتِ اصلی کے کسی طور پر بھی مترادف نہیں ہے۔

جناب مرتب کی اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابیں سید موصوف کی مسخ شدہ شخصیت سے پردہ اٹھا کر اصل احوال سے روشناس کرانے کی ایک اجتہادی کاوش ہے۔ زیرِ نظر کتاب کا فکری پس منظر تو یہ ہوا۔

اب آتے ہیں خاص اس کتاب کے تعارف کی طرف۔ کتاب کے حرفِ اوّل میں جناب ضیاء الدین لاہوری صاحب نے جو وجوہات تالیف بیان کی ہیں' اس کی تلخیص یہ ہے کہ عہد سرسید سے لے کر آج تک سرسید پر لکھے جانے والے عظیم ذخیرے کا خصوصی مطالعہ کر کے چیدہ چیدہ اقتباسات کو ایک جگہ جمع کیا جائے اور یہ التزام برتا جائے کہ اس انتخاب میں موافقین ومخالفین دونوں سے اقتباس کیا جائے کیونکہ سرسید اور ان کی شخصیت اور کاموں کے بارے میں حتمی رائے قائم کرنے کے لیے دونوں پہلوؤں کا مطالعہ ضروری ہے اور اسی طرح سے سرسید کی اصلی شخصیت نکھر اور نتھر کر سامنے آسکے گی۔

انھوں نے یہ کام کرنا چاہا سو کر گزرے اور جس تحقیقی عمدگی سے کر دکھایا' وہ اس پر صد ہزاراں مبارک باد کے مستحق ہیں۔ یہ کتاب عہد سرسید سے لے کر آج تک کی ''سرسیدیات'' کا ایک جامع انتخاب ہے۔ اس میں سب سے پہلے رفقائے سرسید کا انتقاد ہے۔ اس کے بعد دیگر ہم عصر ناقدین سے اقتباس ہیں۔

سرسید کے بارے میں دیئے جانے والے فتاویٰ کو بطور خاص شامل کتاب کیا گیا ہے تاکہ اس مشہور عام غلط فہمی کی حقیقت کھل سکے کہ ''مولویوں نے انگریزی وسائنسی علوم کی مخالفت کے لیے سرسید کے خلاف کفر کے فتوے دیئے تھے۔'' اس کے علاوہ عہد سرسید کے بعد سے آج تک کے ناقدین کی تحریروں سے اقتباسات ہیں اور آخر میں خود جناب سید کے چند ٹکڑے ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس نے اپنے تمام اہداف بخوبی حاصل کر لیے ہیں۔ بلکہ اگر عربی محاورہ اختیار کیا جائے تو یہ کتاب مبتدی کے لیے وافی، طالب کے لیے شافی اور متخصص کے لیے کافی ہے۔

کتاب: قرآن کے دو باب　　　　مصنف: مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

ناشر: الفرقان بک ڈپو، ۱۱۴/۳۱، نظیر آباد، لکھنؤ ۱۸۔ بھارت

تفسیر کلامِ الٰہی ان ذمہ داریوں میں سے ایک ہے جو علمائے امت کو انبیاء کی وراثت سے نصیب ہوئی ہیں۔ مفسر درحقیقت نائب نبی ہوتا ہے اور مسندِ انبیاء پر نیابۃً عامۃ الناس کو اپنے رب کے کلام کا مفہوم اپنی زبان میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو خاص اسی مقصد کے لیے اپنے بندوں میں بھیجا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک سے زائد آیات سے یہی معنی مفہوم اخذ ہوتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ نبی اور غیر نبی کی تفسیر میں فرق تو ہوگا کہ نبی نے تو آیات قرآنی کی تفہیم میں بغیر وحی کے کچھ بولنا ہی نہیں۔ ان کا سب کا سب بیان وتوضیح وحی ہی وحی ہے اور غیر نبی کو وحی بالکل ہونی ہی نہیں۔ جب کہ عقول عامہ کے لیے تفہیماً تفسیر نگاری بھی ہر دور میں ضروری ہے۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام نے اپنے تلامذہ کو کلامِ الٰہی کی آیات کے جو معانی تعلیم فرمائے' انھوں نے اسے اچھی طرح یاد کیا اور لفظ بہ لفظ اپنی آئندہ نسل کو منتقل کر دیا۔ انھوں نے آئندہ کو' اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ حتیٰ کہ کسی خارجی تحریک یا داخلی ناصلاحی کی وجہ سے وہ ان وحی شدہ معانی سے محروم

ہو گئے۔ یہ ایک فطری عمل تھا جو کہ امم سابقہ میں ہوتا رہا۔

لیکن قرآن کریم چونکہ آخری کتاب تھی۔ اس کے بعد کسی اور مصلح نے کسی بندے یا کسی کتاب کی صورت میں آنا نہیں تھا اور اللہ نے اس کی حفاظت کا لفظاً ومعناً وعدہ بھی اپنے ذمے کر رکھا تھا۔ لہٰذا اس نے حفاظت کی ایک صورت یہ پیدا فرمائی کہ اوّلین ادوار میں ایسے رجال کار کو پیدا فرمایا جنھوں نے شارحِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال واعمال کو جو کہ بذریعۂ وحی معانی ومفاہیم قرآن ہی ہیں، جمع کر لیا اور جمع کے ایسے کڑے اصول بھی متعین کیے کہ اب تا قیام قیامت کم ازکم کسی خارجی تحریک کے زیر اثر یہ مفاہیم ومعانی محرف نہیں کیے جا سکتے۔

رہی بات داخلی ناصلاحی یا عدم استعداد وضعف استعداد کی۔ عام مشاہدے کی بات ہے کہ یہ ایک فطری عمل ہے کہ اگلوں کی صلاحیت پچھلوں کے مقابلے میں نہیں کھڑی کی جا سکتی۔ اس لیے اس میدان میں بھی ایسے لوگ اللہ نے پیدا فرما دیئے جنھوں نے ہر زمانے کے محاورے، مذاق اور عرف کا لحاظ وخیال رکھتے ہوئے انھی اوّلین (وحی کے) اصولوں پر ہی نئے سرے سے معانی ومفاہیم کی تعبیر کی۔ اب اس میں بھی اگر کسی نے ان اصولوں سے انحراف کی کوشش کی تو امت کے مذاقِ عام نے اسے بالکل ردّ کر دیا۔

کسی چیز کی تفسیر کی ضرورت اس کے سمجھ نہ آنے کے وقت پڑتی ہے۔ بظاہر قرآن کریم کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے۔ اس معاملے کے ممکنہ طور پر تین حل ہو سکتے ہیں: اوّل یہ کہ قرآن کے بعض مقامات چونکہ بعض لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتے، اس لیے سب لوگوں کو اس کو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہیے یعنی قرآن مجید کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے۔ دوسری صورت یہ کہ جو بعض مقامات سمجھ میں نہیں آتے، ان کی تعبیر وتوضیح ہم خود کریں اور جیسی چاہیں کریں اور جتنا زور لگانا پڑے لگائیں، چاہے اس تاویل بافی اور تعقیل کاری میں سرسید کی سی کیفیت ہو جائے۔ جس کو انھی کے ایک رفیق عملی اور انھی کی طرح سامراج دوست بلکہ سامراج پرست جناب ڈپٹی نذیر احمد نے چوتڑوں سے کان گانٹھنے سے تشبیہ دی ہے۔

اس مکتبۂ فکر کے حاملین کی فہرست بھی کافی ذخیرہ رکھتی ہے لیکن عقل سلیم پر اس طرزِ عمل کا غیر فطری ہونا بالکل ظاہر ہے۔ تیسرا اور آخری ممکنہ حل یہ ہے کہ عقول عامہ جب آیاتِ قرآنی کے فہم وادراک میں اپنے نارسائی سے شکست کھائیں تو مفسرِ وقت، شارحِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول مفاہیم ومعانی کو آسان زبان ومحاورہ میں بیان کر دے اور وحی کے انھی منقول اصولوں کی روشنی میں جو کچھ بہتر تعبیر متبادر اس کے قلب میں وارد ہو اس کو بھی بیان کر ڈالے۔ اسی کو امت کے بہترین علماء کی ایک کبیر وکثیر جماعت نے اختیار کیا ہے۔ یہ مذاق اور یہ مزاج میری رائے میں اس کتاب کے مصنف کا معلوم ہوتا ہے۔

فاضل مصنف نے ایک عظیم الشان علمی ماحول میں تربیت پائی ہے۔ آپ کو گھر میں اپنے عظیم والد حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کا فیض تربیت ملا تو درس گاہ میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کا فیض علم وروحانیت نصیب ہوا۔ چنانچہ روایت کی آبرو کا پاس تو یوں چھٹ نہیں سکتا۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں کہ آپ محض ایک ہی ماحول سے آگاہ ہوں۔ دیگر کچھ معلوم نہ ہو سو عصر حاضر کے محاورے ومشکلاتِ عقلیہ سے واقفیت بھی نہ پائی جائے۔ آپ کی

تمام تر تحریرات یہ گواہی دیتی ہیں کہ آپ کو زمانِ حال کی نفسیاتی الجھنوں کا مکمل مکمل ادراک ہے۔ مذاقِ عام کو مشاہداتی طور پر جانتے ہیں اور ان کے اسلوب اثر پرور کو تو ایک زمانہ جانتا ہے۔

آپ نے اس کتاب میں قرآن مجید کے دو عظیم بابوں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کی تشریح و تفسیر کی ہے۔ اس سے پہلے یہ تفسیر ماہنامہ ''الفرقان'' میں قسط وار شائع ہوتی رہی ہے۔

بڑی تقطیع کے ۵۱۲ صفحات پر مشتمل اس کتاب کو اغلاط سے مبرا عمدہ کاغذ پر عمدگی سے شائع کرنا ایک بڑا کارنامہ ہے جس پر ناشر خصوصی طور پر علیحدہ سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

کتاب: دارالعلوم دیوبند کی پچاس مثالی شخصیات   از رشحاتِ قلم: حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ

زیرِ تبصرہ کتاب میں حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب مرحوم کے کچھ تعزیتی شذرات، کچھ یادگاری مضامین اور چند شخصی خاکے شامل ہیں۔ یہ کتاب جیسے کہ اس کی ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت قاری صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ترتیب دی گئی ہے۔ کسی بھی مضمون کی اوّلین اشاعت کی تاریخ یا مأخذ کا ذکر نہیں کیا۔ گویا ترتیب میں قاری پر ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب مکمل ایک کتاب کی صورت میں حضرت قاری صاحب کے قلم سے نکلی ہے۔

جناب ناشر نے سرورق پر اگرچہ قاری صاحب کے نام سے پہلے ''از رشحاتِ قلم'' ہی لکھا ہے لیکن مرتبِ محترم کے نام کا کہیں کنایتاً بھی ذکر نہیں کیا۔ ان کی بارگاہِ اشاعت پناہ وطباعت پائیگاہ میں عرض ہے کہ حضرت قاری صاحب جیسی نہایت بابرکت علمی شخصیت کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین وشذرات کے مجموعے کو اس قدر بے ترتیبی سے شائع کرنا حضرت قاری صاحب کے محبّین کے لیے تکلیف دہ ہے۔ راقم مستدعی ہے کہ آئندہ اشاعت میں حسنِ ترتیب کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔ اس کتاب کی فہرست میں شامل تمام ہی شخصیات انتہائی جلیل القدر ہیں۔ لیکن ترتیب کا عالم یہ ہے کہ حضرت شیخ الہند کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے تو بیچ میں حضرت تھانوی کے واقعات آن ٹپکتے ہیں۔ کتابت کی غلطیوں کے طومار بلکہ انبار اس پر مستزاد ہیں۔ کتاب میں عظیم دینی و علمی شخصیات کا تذکرہ ہے اور حضرت قاری محمد طیب رحمہ اللہ کا معجز رقم قلم اس پر مستزاد ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ آئندہ اشاعت میں حسنِ ترتیب اور کتابت کی اغلاط پر خصوصی توجہ دی جائے۔

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ

دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

ادارہ

مسافرانِ آخرت

حضرت حافظ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ خیرالمدارس ملتان کے شعبہ تحفیظ قرآن کریم کے استاذ حضرت حافظ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ۱۷؍شوال ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۰؍اکتوبر ۲۰۰۷ء بروز منگل انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت حافظ جیؒ راقم کے بھی استاذ اور مربیّ تھے۔ جنوری ۱۹۶۴ء میں راقم حفظ قرآن کریم کے لیے اُن کی درس گاہ میں داخل ہوا۔ تب اُن کی داڑھی مکمل سیاہ تھی۔ میری والدہ ماجدہ مدظلہا' استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کی خدمت میں ہماری تعلیم کے لیے حاضر ہوئیں اور خیرالمدارس میں رہائش کے لیے مکان کی درخواست کی۔ حضرت نے کمال شفقت فرماتے ہوئے مدرسہ میں رہائش کے لیے مکان عنایت فرمایا۔ جس کا واجبی سا کرایہ تھا۔ گھر سے متصل حضرت حافظ جی کی درس گاہ تھی۔ حضرت حافظ جی نے مجھے قرآن کریم حفظ کرایا۔ کم وبیش سات برس ۱۹۷۰ء تک اُن کی خدمت میں رہا اور پھر ۱۹۸۹ء تک تقریباً پچیس سال خیرالمدارس میں ہی ہماری رہائش رہی۔ اس عرصہ میں صبح وشام اُن کی نورانی صورت اور پاکیزہ اعمال کا مسلسل مشاہدہ ہوا۔

حضرت حافظ عبدالرحیم رحمہ اللہ انتہائی متقی اور نہایت محنتی استاذ تھے۔ دورانِ حفظ اُن کے معمولات کا بڑے قریب سے مسلسل مشاہدہ کیا۔ نمازِ فجر کے آدھ پون گھنٹہ بعد وہ درس گاہ میں تشریف لے آتے۔ صبح سے ۱۱ بجے دوپہر تک' ظہر تا عصر اور پھر مغرب تا عشاء اور بعض اوقات عشاء کے بعد بھی ایک گھنٹہ تعلیم قرآن کریم میں مصروف رہتے۔ مدرسہ کے متعین وقت سے بھی زیادہ وقت تعلیم پر صرف کرتے۔ نمازِ عصر کے بعد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے کمرہ میں مجلس وعظ ہوتی۔ جس میں حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے ملفوظات کتاب سے پڑھ کر سنائے جاتے۔ مدرسہ کے دیگر اساتذہ کے ساتھ حضرت حافظ جی بھی اس مجلس میں باقاعدہ شریک ہوتے۔ وہ ایک خاموش طبع مگر خوش طبع انسان اور لطیف حسِ مزاح کے حامل تھے۔ خشک مزاج نہیں' خوش مزاج تھے۔ بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (چک ۱۱ چیچہ وطنی) سے تھا جو قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ حضرت حافظ جی' مولانا عبدالعزیز کے مجازِ بیعت بھی تھے۔ ۱۳۷۰ھ میں مولانا عبدالعزیز نے ہی انھیں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی خدمت میں تدریس کے لیے بھیجا۔ تب اُن کی عمر ۲۰ برس تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے'' کا مصداق بن کر وہ ۵۸ برس جامعہ خیرالمدارس میں

تدریس قرآن کریم میں مشغول رہے اوراسی مشغولیت میں عاقبت سدھار گئے ۔ وہ کبھی چھٹی یا ناغہ نہیں کرتے تھے ۔ اُن کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو اُس روز میرا سبق سورۃ لقمان میں تھا ۔ حضرت حافظ جی والدہ ماجدہ کے جنازہ وتدفین کے بعد درس گاہ میں موجود تھے ۔ اُن کی معصوم بیٹی کا انتقال ہوا تو اس کے بھی جنازہ وتدفین کے بعد وہ درس گاہ میں ہمارے اسباق سن رہے تھے ۔ اُن کی عبادت وتقویٰ ، دیانت وللّٰہیت کے تو اُن کے تمام شاگرد گواہ ہیں ۔ اشراق اوراوّابین کا مشاہدہ تو ہم روز کرتے ۔ نماز میں سکون اورخشوع وخضوع اُن کا وصفِ خاص تھا ۔ انھوں نے بہ ظاہر گم نامی میں رہ کر زندگی گزاری لیکن اُن کی گم نامی سے اُن کے سیکڑوں شاگردوں نے نام وری حاصل کی ۔ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ بھی حضرت حافظ جی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں ۔ حضرت قاری رحیم بخش رحمتہ اللہ علیہ حج پر تشریف لے گئے تو اُن دنوں حضرت حافظ جی کے پاس پڑھتے رہے ۔ حضرت حافظ جی کے تینوں فرزندان حافظ عبدالحلیم ، حافظ عبدالعلیم اور حافظ عبدالحکیم اُن کے لیے صدقۂ جاریہ ہیں ۔ سب سے چھوٹے فرزند ماشاء اللہ عالم دین اور جامعہ خیرالمدارس کے مفتی بھی ہیں ۔ تمام بیٹیوں کو بھی قرآن پڑھایا اور عالمہ بنایا ۔ حضرت حافظ جی کو قرآن کریم سے بے پناہ محبت تھی ۔ وہ قرآن کے قاری بھی تھے اور عامل بھی تھے ۔ قرآن اُن کی روح اور سنت غذا تھی ۔

اُن کی نمازِ جنازہ جامعہ خیرالمدارس کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق دامت برکاتہم نے پڑھائی ۔ سیکڑوں طلباء ، علماء اورحفاظ قرآن اور آپ کے شاگردوں نے شرکت کی ۔ اللہ تعالیٰ اُن کے حسنات قبول فرمائے اوراعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے ۔ (آمین)

مولانا محمد اختر صدیقی رحمتہ اللہ علیہ:

کمالیہ میں مدرسہ عربیہ نعمانیہ کے مہتمم استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا محمد اختر صدیقی ۲۹ر اکتوبر کو وفات پا گئے ۔ ۳۰ر اکتوبر کو اُن کی نماز جنازہ ادا کی گئی ، جو کمالیہ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا ، جنازہ میں مجلس احرار اسلام کی نمائندگی مرکزی سیکرٹری اطلاعات جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی سربراہی میں مولانا قاری منظور احمد جناب محمد آصف چیمہ اور ابوعثمان نے کی ۔ مولانا اختر صدیقی مرحوم نے ۱۹۵۸ء میں خیرالمدارس ملتان سے سند فراغت حاصل کی وہ جانشینِ امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے اور کچھ عرصہ انھوں نے حضرت ابوذر بخاریؒ کے مدرسہ میں تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیئے ۔ مرحوم 'اشرف المدارس فیصل آباد میں بھی مدرس رہے ۔ آپ تقریباً پینتیس سال سے مدرسہ عربیہ نعمانیہ کے مہتمم تھے ۔ انھوں نے اس مدرسہ کا انتظام اس خوبی سے چلایا کہ یہ مدرسہ پورے علاقہ میں مثالی بن گیا ۔ مولانا محمد اعظم طارق شہید ، مولانا محمد عالم طارق ، مدیر ''نورعلیٰ نور'' مولانا عبدالرشید انصاری ، مدیر ''زادِراہ'' مولانا محمد صابر سرہندی کے علاوہ اُن کے شاگردوں کی تعداد سیکڑوں میں ہے جو اُن کے لیے صدقۂ

جاریہ ہیں۔ مرحوم نے اپنے پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں چھوڑیں۔ جو سب حافظ قرآن ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے امیر مرکزیہ ابن امیر شریعت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے ۲۰ر نومبر کو کمالیہ تشریف لا کر اُن کے بیٹوں مولانا حافظ قاری عمر فاروق (موجودہ مہتمم مدرسہ) اور مولانا قاری محمد عثمان (موجودہ نائب مہتمم مدرسہ) سے تعزیت کا اظہار کیا۔ اس سے پہلے ۲ر نومبر کو مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ کا بھی مولانا مرحوم کے بیٹوں سے تعزیت کے لیے مدرسہ عربیہ نعمانیہ تشریف لے گئے۔

حافظ محمد فاروق اسلم کا ایک حادثے میں انتقال:

چیچہ وطنی کے قریب ٹبہ نور پور چک نمبر ۱۱۳۔ ۷آر کے نوجوان ساتھی حافظ محمد فاروق اسلم ۱۸ر نومبر اتوار کو ایک حادثے میں انتقال کر گئے۔ وہ رائے ونڈ تبلیغی اجتماع میں شرکت کے بعد لاہور جاتے ہوئے ٹریفک حادثے کا شکار ہو گئے۔ انتہائی نیک سیرت، خاموش طبع اور صالح نوجوان تھے۔ قریبی سکول میں استاد تھے اور کچھ عرصہ پہلے سے قاضی عبدالقدیر کے ذریعے مجلس احرار اسلام سے مانوس ہوئے اور احباب جماعت خصوصاً محترم عبداللطیف خالد چیمہ سے تعلق پیدا کیا اور مسلسل آتے جاتے تھے۔ وہ جامعہ حنفیہ بورے والا میں بھی پڑھتے رہے اور حافظ قاضی شبیر احمد کے ساتھی تھے۔ دیہاتی ماحول میں خاموشی کے ساتھ تبلیغی جماعت کے نظم کے تحت مسلسل کارِ خیر میں شامل رہتے اور ہر وقت مخلوق کی فلاح دارین کے لیے فکر مند ہوتے۔ گزشتہ سال دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے لیے چرمِ قربانی کی فراہمی کے لیے اپنے علاقے میں کام کو منظم کیا۔ وہ ختم نبوت کے تحفظ کے کام کو بہت اہمیت دیتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشہور مبلغ مولانا قاضی اللہ یار مرحوم و مغفور کے خاندان سے بھی تعلق تھا اور اپنے ماحول میں خاموش مبلغ اسلام کے طور پر متحرک تھے۔ ان کی نماز جنازہ ۱۹ر نومبر بروز پیر بعد نماز ظہر ہوئی۔ جس میں مجلس احرار اسلام کے رہنما عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ رشیدی، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، حافظ حکیم محمد قاسم، مولانا حافظ قاضی محمد شفیق بھی شریک ہوئے۔ علاقہ بھر سے تبلیغی جماعت کے رفقاء اور قاضی خاندان کے علاوہ مختلف ساتھیوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر مرحوم کے والد گرامی محمد اسلم صبر و شکر کی تصویر بنے ہوئے الحمدللہ الحمدللہ کہہ رہے تھے اور اس پر شکر ادا کر رہے تھے کہ میرے لختِ جگر کا تعلق تبلیغی جماعت اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت سے تھا۔ تمام ساتھی بے حد غم زدہ تھے اور مرحوم کی نیک سیرت کی باتیں ہر زبان پر تھیں۔ مرحوم نے رائے ونڈ جانے سے پہلے ۱۵ر نومبر بروز جمعرات مکتبہ اسلامیہ پر قاضی عبدالقدیر کی دعوت پر جماعت کا فارم رکنیت پر کیا۔ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے ۲۰ر نومبر منگل کو قاری محمد قاسم کی معیت میں مرحوم کے گھر جا کر تعزیت مسنونہ اور دعائے مغفرت کی۔

☆　مرکز احرار چیچہ وطنی مرکزی مسجد عثمانیہ کے خطیب اور ہمارے دیرینہ رفیق کار مولانا منظور احمد کے والد گرامی

جناب محمود کا ۱۲ رنومبر کو انتقال ہو گیا۔ ۱۳ رنومبر کو چک نمبر ۱۱۶۔ ۷ سی آر میں نماز جنازہ میں مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں اور کارکنوں کے علاوہ علماء کرام، دینی کارکنوں اور مسجد عثمانیہ کے نمازیوں اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی میں مرحوم کے لیے اجتماعی دعائے مغفرت کرائی گئی۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے ۲۰ رنومبر کو چیچہ وطنی میں مولانا منظور احمد سے تعزیت کا اظہار کیا۔ ڈان ہائی سکول کی طرف سے مسجد عثمانیہ میں مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔

☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبد اللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس اور قاری محمد یوسف احرار نے جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر حافظ محمد ادریس کے والد گرامی فیض محی الدین کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مغفرت اور بلندئ درجات کی دعا کی ہے۔

☆ مجلس احرار اسلام قاسم بیلا (ملتان) کے کارکن بھائی عمر دین کی خوش دامن ۴ رنومبر ۲۰۰۷ء کو انتقال کر گئیں۔

☆ والدہ مرحومہ محترم پروفیسر مظہر معین صاحب (لاہور)

☆ والدہ مرحومہ حافظ شفیق الرحمٰن (رفیق سفر حضرت پیر جی مدظلہ) عزیز فہم، میلسی

☆ بابا سوندی مرحوم ملتان۔ ۲۹ راکتوبر ۲۰۰۷ء

☆ منظور احمد چانڈیہ مرحوم (برادرِ اکبر عبد الغفور چانڈیہ) کوٹ ادو ۱۳ رنومبر ۲۰۰۷ء

☆ کم سن نواسہ حافظ محمد اشرف (رحیم یار خان) بعمر ۳ سال ۲ ر ستمبر، ۲۰۰۷ء

☆ اہلیہ مرحومہ اقبال خان خاکوانی (شمس آباد ملتان)

☆ والدہ مرحومہ مولانا عبد الحق مجاہد (ملتان)، ۱۸ رنومبر ۲۰۰۷ء

☆ والدہ مرحومہ غلام شبیر احمد میرانی (ڈیرہ غازی خان) ۱۳ رنومبر ۲۰۰۷ء

☆ اہلیہ مرحومہ حاجی عظمت اللہ صاحب (مہتمم مدرسہ خاتم النبیین، گجرات)

☆ چودھری ارشاد احمد کھیڑا مرحوم (ناگڑیاں)۔ ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے قریبی ساتھی

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت اور حسنات قبول فرما کر درجات بلند اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

☆☆☆

ادارہ　　مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبارالاحرار

چیچہ وطنی (۱۹/اکتوبر) مجلسِ احرارِ اسلام کراچی کے ناظم مولانا محمد احتشام الحق معاویہ ۱۸/اکتوبر کو چیچہ وطنی تشریف لے گئے اور احباب سے ملاقاتیں کیں۔ انھوں نے ۱۹/اکتوبر کو مرکزی مسجد عثمانیہ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے احیاء سنت کے موضوع پر خطاب کیا اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

☆☆☆

ساہیوال (۲۶/اکتوبر) ۲۳ سال قبل ساہیوال میں قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے قاری بشیر احمد حبیب اور اظہر رفیق کی یاد میں جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں منعقدہ سالانہ ''شہداء ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ حکمران اور دین و ملک دشمن بعض سیاستدان قادیانیوں کو سیاسی کردار دینے کے حوالے سے خطرناک گھناؤنی سازش کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ تمام محبِّ وطن سیاستدان اور خصوصاً مذہبی طبقات کو صورتحال کا حقیقی ادراک کر لینا چاہیے۔ کانفرنس سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری، عالمی مبلغ ختم نبوت عبدالرحمٰن یعقوب باوا (لندن)، مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا خلیل احمد رشیدی نے خطاب کیا۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت ظلم و ستم پر مبنی ہے اور دینِ حق کی صدا لگانے والے مظلوموں اور ختم نبوت کے متوالوں کے خون کی پیاسی ہے۔ موجودہ حکمران اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے ملکی سلامتی اور قومی مفادات کی بھی پروا نہیں کر رہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم شہدا ختم نبوت کے وارث اور ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جانیں قربان کرنے والوں کی دی ہوئی راہ کے مسافر ہیں۔ عقیدے کی جنگ پوری دنیا میں جاری ہے اور ہم عقیدے کی بنیاد پر زندہ ہیں اور اسی عقیدے کے نام پر مریں گے۔ عبدالرحمٰن باوا نے کہا کہ جنگ یمامہ سے لے کر شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء تک کے شہداء کے مشن کی تکمیل کے لیے ہم پوری دنیا میں قادیانیت کے دجل و تلبیس کو بے نقاب کر رہے ہیں۔ دنیا میں جنگ کے مورچے تبدیل ہو گئے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ہمیں میڈیا اور انٹرنیشنل لابنگ جیسے محاذ مضبوط بنانا ہوں گے۔ انھوں نے کہا کہ بیرونِ ممالک سفارت خانوں میں قادیانیت کی تبلیغ پاکستانی حکومت کی نگرانی میں ہو رہی ہے جبکہ ڈاکٹر مبشر احمد (جو سکہ بند قادیانی اور امریکی صدر بش کا مشیر ہے) اپنے سرکاری اثر و رسوخ سے پاکستانی حکومت کی پالیسیوں پر اثر انداز ہو رہا ہے اور بعض سیاستدانوں کے ذریعے خطرناک کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ شہداء ختم نبوت ساہیوال ۱۹۸۴ء کا خون ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ قادیانیوں کے خلاف قانونی جنگ جاری رکھیں۔ انھوں نے کہا کہ ساہیوال میں ۱۲/اکتوبر کو غیر قانونی طور پر سیل شدہ قادیانی عبادت گاہ کو کھولنے کے ذمہ دار قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ کانفرنس میں متعدد قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔ جن میں مطالبہ کیا گیا کہ جنرل ہسپتال لاہور کو قادیانیوں یا کسی امریکن کمپنی کے حوالے نہ کیا جائے۔ چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناعِ قادیانیت قوانین پر موثر عمل درآمد کرایا

جائے۔۱۲؍اکتوبر کو ساہیوال میں قادیانی عبادت گاہ کو کھولنے والے قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ چناب نگر میں قادیانیوں کے طرف سے تعمیر ہونے والے مینارۃ المسیح کی تعمیر کو روکا جائے۔ ساہیوال حسین آباد کالونی میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا فوری تدارک کیا جائے۔ سول اور فوج میں مسلط تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ دینی مدارس اور دینی جماعتوں کے خلاف امریکی ایجنڈے کی روشنی میں منفی پراپیگنڈہ بند کیا جائے۔ قادیانیوں کو اسلامی شعائر و علامات کے استعمال سے روکا جائے اور مساجد سے مشابہت رکھنے والی عبادت گاہوں کو مسمار کیا جائے۔ علاوہ ازیں ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ڈائریکٹر عبدالرحمٰن باوا چیچہ وطنی کے نواحی گاؤں بستی سراجیہ گئے' جہاں انھوں نے جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ) کے انتقال پر ان کے صاحبزادگان عبداللطیف خالد چیمہ، جاوید اقبال چیمہ، حافظ حبیب اللہ چیمہ اور ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ موت برحق ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنی زندگی دین اسلام اور مخلوق خدا کی خدمت میں گزاری۔ انھوں نے کہا کہ حافظ عبدالرشید نے ساری زندگی اسلام کی ترویج و اشاعت بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں گزاری۔ اپنے مشن پر کسی ڈر، خوف اور لالچ کو قریب نہ آنے دیا۔ جس کے نتیجے میں ان کا آخری وقت قابل رشک ہے جس کی تمنا ہر مسلمان کرتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت سے وابستگی انھیں جنت البقیع (مدینہ منورہ) لے گئی جہاں وہ روزِ قیامت نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھیں گے۔

☆☆☆

لاہور (۲۸؍اکتوبر) مختلف جماعتوں کے مرکزی اور لاہور کے سرکردہ دینی رہنماؤں نے جنرل ہسپتال لاہور اور اس سے ملحقہ قیمتی زمین کو ایک امریکی کمپنی سیمی (CIME) کے ذریعے قادیانیوں کو دینے کے حکومتی ارادے اور نئے سیاسی سیٹ اپ میں قادیانیوں اور قادیانی نواز عناصر کو سیاسی کردار دیئے جانے جیسی خبروں پر گہری تشویش ظاہر کی ہے اور کہا ہے کہ جس طرح مشرقی پاکستان کو الگ کرنے کے لیے ایم ایم احمد سمیت قادیانی لابی نے کردار ادا کیا تھا اسی طرح اب پھر قادیانیوں سمیت تمام دین و وطن دشمن لابیاں پہلے سے زیادہ متحرک ہو چکی ہیں۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ محبِّ وطن حلقے خصوصاً ختم نبوت جیسے اہم محاذ پر کام کرنے والی جماعتیں، ادارے اور شخصیات اپنا کردار ادا کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقدہ ایک ہنگامی مشاروتی اجلاس میں کیا گیا۔ جس میں عالمی مبلغ ختم نبوت عبدالرحمٰن باوا (لندن)، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، جمعیت علماء اسلام (س) کے مولانا عبدالرؤف فاروقی، مجلس احرار اسلام کے سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، جامعہ اسلامیہ کامونکی کے مولانا مشتاق احمد اور دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس میں طویل غور و خوض کے بعد اس پر اتفاق کیا گیا کہ قادیانی گروہ حکومتی سرپرستی میں سرکاری وسائل استعمال کر کے قومی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی سازش کر رہا ہے اور مشہور قادیانی ڈاکٹر مبشر چودھری' امریکی صدر بش، جنرل پرویز مشرف اور چودھری شجاعت جیسی شخصیات کا معتمد ترین بن کر اپنے اثر و رسوخ کو قادیانی ارتداد کے لیے استعمال کرتے ہوئے معروف "ڈاکٹرز ہسپتال لاہور" کو غیر محسوس طریقے

سے قادیانی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ مزید یہ کہ جنرل ہسپتال لاہور جہاں عام طور پر عام شہری اور درمیانے درجے کے لوگ بھی علاج معالجے کی سہولت حاصل کر لیتے تھے۔ اس کو ایک امریکی کمپنی (CIME) کے ذریعے ڈاکٹرز ہسپتال والے ڈاکٹر مبشر قادیانی گروپ کے سپرد کرنے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں اور یہ سب کچھ نجکاری کے نام پر ہو رہا ہے۔ ایک رپورٹ کے حوالے سے اجلاس کو بتایا گیا کہ حکومت نے مشہور اور سکہ بند قادیانی ڈاکٹر مبشر احمد چودھری کی خواہش پر لاہور کے جنرل ہسپتال، ملحقہ سرکاری زمین اور چلڈرن ہسپتال فیروز پور روڈ لاہور کے عقب میں اربوں روپے مالیت کی ۱۰۰ کنال زمین ڈاکٹر مبشر چودھری کی خود ساختہ غیر ملکی تنظیم (CIME) (سنٹر فار انٹرنیشنل میڈیکل ایجوکیشن) کو بذریعہ صدر کمپنی ھذا کے حوالے کرنے کے لیے تیاریاں زور و شور سے جاری ہیں اور اس سلسلے میں معاہدہ بھی تیار ہو چکا ہے اور ابتدائی طور پر کام کو انتہائی خفیہ اور منظم طریقے سے آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ جنرل ہسپتال کے اربوں روپے کے اثاثے اور ۱۰۰ کنال زمین ہتھیانے کے لیے قادیانی ڈاکٹر مبشر چودھری نے سیمی نامی کمپنی کے صدر کے طور پر ایک غیر ملکی امریکن شخص آئرون بلوم کو فرنٹ مین کے طور پر آگے رکھا ہے جبکہ کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹر میں وہ تمام پاکستانی نژاد امریکن ڈاکٹرز ہیں جن کے تعلقات اور معاملات کسی نہ کسی طور پر قادیانی ڈاکٹر مبشر چودھری اور ڈاکٹرز ہسپتال جوہر ٹاؤن لاہور سے ملتے ہیں جبکہ ہسپتال و زمین کو لیز پر دینے کے لیے مجوزہ معاہدے کا ڈرافٹ محکمہ قانون پنجاب کے حوالے کیا جا چکا ہے۔ اجلاس کو بتایا گیا کہ جنرل ہسپتال و تمام تر اثاثوں اور ۱۰۰ کنال زمین حکومت سے لیز پر حاصل کرنے کے لیے حکومت پنجاب سے تمام تر معاملات انتہائی خفیہ انداز میں قادیانی ڈاکٹر مبشر احمد چودھری، اس کی اہلیہ سابق مشیر تعلیم حکومت پنجاب سعدیہ چودھری کی خصوصی کوششوں کے ذریعے طے پائے ہیں۔

☆☆☆

لاہور (۲۸ راکتوبر) تحریک ختم نبوت کے ایک وفد جس میں عالمی مبلغ ختم نبوت عبدالرحمٰن باوا، مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد معاویہ راشد، میر رمیز احمد شاہ تھے، نے مجلس احرار اسلام لاہور کے رہنما ملک محمد یوسف کی معیت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت نفیس الحسینی سے ان کی رہائش گاہ کریم پارک لاہور میں ملاقات کر کے ان کی عیادت کی۔ اس موقع پر عبدالرحمٰن باوا اور عبداللطیف خالد چیمہ نے سید نفیس الحسینی سے تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورتحال خصوصاً لٹریچر کی اشاعت کے حوالے سے گفتگو بھی کی۔ بعد ازاں اس وفد نے جامعہ مدنیہ میں مولانا رشید میاں اور مولانا محمود میاں سے ملاقات کر کے باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔

مدرسہ معمورہ ملتان میں تعلیمی سال کے آغاز پر حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہ کا بیان

ملتان (۳ رنومبر) مدرسہ معمورہ، دار بنی ہاشم ملتان میں درجہ متوسطہ اولیٰ اور ثالثہ میں تعلیم کے آغاز پر افتتاحی تقریب ۲۱ رشوال ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ رنومبر ۲۰۰۷ء کو منعقد ہوئی۔ مدرسہ کے ناظم سید محمد کفیل بخاری کی ابتدائی گفتگو کے بعد ممتاز عالم دین، رفیق امیر شریعت حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہ (مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان) نے طلباء سے خطاب فرمایا۔ آپ نے علم دین کی اہمیت، حصولِ علم کا ذوق، اساتذہ کا ادب، استاذ اور مدرسہ کے حقوق، طلباء کے فرائض اور ذمہ داریوں کے موضوع پر نہایت جامع خطاب فرمایا نیز طلباء عزیز کو تبرکاً ایک سبق بھی پڑھایا۔ تقریب میں سید محمد کفیل بخاری اور مدرسہ

کے اساتذہ مولانا محمد فواد، مولانا محمد اکمل، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا فیصل متین، قاری محمد ظفر اللہ، حافظ رب نواز اور حافظ شفیق الرحمٰن بھی شریک تھے۔

☆☆☆

لاہور (۵ر نومبر ۲۰۰۷ء) ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن پاکستان کے مرکزی چیئرمین اور ممتاز قانون دان چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ کو لاہور ہائی کورٹ کی لائبریری سے اس وقت گرفتار کر لیا گیا جب وہ دیگر وکلاء کے ہمراہ وہاں موجود تھے۔ ان کے ساتھ ان کے بھائی چودھری سیف اللہ کو بھی پولیس گرفتار کر کے لے گئی۔ علاوہ ازیں ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن پاکستان کے مرکزی عہدیداروں کا ایک ہنگامی اجلاس مرکزی سیکرٹری جنرل فاروق احمد خان ایڈووکیٹ کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ جس میں لاہور سے پانچ سو سے زائد وکلاء کی اندھا دھند گرفتاریوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور اسے تاریخ کی بدترین ڈکٹیٹر شپ اور فسطائیت کی انتہا قرار دیا گیا۔ اجلاس میں ملک میں ایمرجنسی کے نفاذ، بنیادی حقوق کی معطّلی، چیف جسٹس، عدلیہ اور ججوں کے خلاف ظالمانہ اقدامات کو شخصی حکومت کے اقتدار کو دوام دینے کی موہوم کوشش قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ جنرل پرویز مشرف نے عدلیہ سے اپنے خلاف' متوقع فیصلے سے بچنے کے لیے ایمرجنسی نافذ کر کے ملکی سلامتی کو بھی داؤ پر لگا رکھا ہے اور انھیں اپنے اقتدار سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے ملک بھر میں سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں، کارکنوں اور وکلاء برادری کی اندھا دھند اور ماورائے قانون گرفتاریوں اور تشدد کی بھی پرزور الفاظ میں مذمت کی گئی۔

حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ کی آمد

ملتان (۱۰ر نومبر) ممتاز روحانی شخصیت اور عالمِ دین حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ اٹک سے ملتان تشریف لائے۔ آپ نے جامعہ نعمت الرحیم میں قاری عبدالرحمٰن رحیمی کی دعوت پر ۹ر نومبر کو بعد نمازِ مغرب خطاب فرمایا۔ ۱۰ر نومبر کی صبح مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم میں تشریف لائے۔ امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ سے ملاقات کے بعد مدرسہ کے طلباء اور اساتذہ سے انتہائی مختصر مگر جامع خطاب فرمایا۔ آپ نے اکابر علماء حق کے زمانۂ طالب علمی کے نصیحت آموز واقعات، اُن کی اطاعت و فرماں برداری اور شوقِ حصولِ علم کے ضمن میں بہت ہی دلچسپ خطاب فرمایا۔ تقریب میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، سید محمد کفیل بخاری اور تمام اساتذہ موجود تھے۔ آخر میں حضرت نے دعا فرمائی۔

لندن میں قادیانیوں کے جلسہ پر پابندی

لاہور (۱۰ر نومبر) لندن میں برطانوی حکام نے اہلِ محلّہ کی شکایت پر قادیانی جماعت کی ۱۰۰ سالہ جشن کی تقریب روک دی۔ برطانوی حکومت نے حدیقۃ المہدی نامی قادیانی مرکز میں ہر قسم کے اجتماع کی ممانعت کا تاحکم ثانی نوٹس جاری کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے قادیانیوں کے ۱۰۰ سالہ جشن خلافت کا انعقاد خطرے میں پڑ گیا ہے۔ ختم نبوت اکیڈمی لندن کے سربراہ عبدالرحمٰن باوا نے حدیقۃ المہدی میں اجتماع کی ممانعت کا نوٹس ملنے کی اپنے ذرائع سے تصدیق کی ہے۔ انھوں نے حدیقۃ المہدی کا پس منظر بتاتے ہوئے کہا ہے کہ لندن شہر سے ۵۰ میل کے فاصلے پر یہ جگہ قادیانیوں نے ڈھائی سال قبل خریدی تھی۔ گزشتہ دو برس سے اسے مرکز بنا کر قادیانیوں نے یہاں سالانہ جلسہ منعقد کرنا شروع کر دیا ہے۔

عبداللطیف خالد چیمہ کا مختلف شہروں کا تنظیمی دورہ

جھنگ/ چشتیاں (۱۰رنومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کی جدید رکنیت و معاونت سازی اور مقامی جماعتوں کے انتخابات کے سلسلہ میں جماعت کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ نے ۲رنومبر بروز جمعۃ المبارک کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور جھنگ کا دورہ کیا اور مذکورہ مقامات پر کارکنوں کی تنظیمی و تربیتی نشستوں سے خطاب کیا اور مقامی انتخابات کی نگرانی کی ۔انھوں نے جامع مسجد معاویہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع سے بھی خطاب کیا اور تحفظ ختم نبوت اور حالات حاضرہ پر گفتگو کی۔ چیچہ وطنی سے دفتر کے کارکن محمد ساجد سعید کمالیہ سے ابوعثمان احرار اور ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جھنگ کے لیے محترم حافظ محمد اسماعیل بھی شامل سفر رہے۔

اگلے پروگرام کے مطابق ۸رنومبر جمعرات کو عبداللطیف خالد چیمہ نے بعد نماز عشاء مدرسہ ختم نبوت بورے والا میں جماعت کے ارکان و معاونین کے اجلاس میں شرکت و خطاب کیا اور تنظیمی امور کا جائزہ لیا اور انتخابات کی نگرانی کی ۔احباب جماعت سے حالات حاضرہ اور جماعتی پالیسی پر تفصیلی گفتگو کی۔ دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے صدر مدرس محترم قاری محمد قاسم بھی رفیق سفر تھے۔ ۹رنومبر جمعۃ المبارک کو بورے والا سے محترم صوفی عبدالشکور احرار بھی شامل سفر ہو گئے اور حسبِ پروگرام صبح محترم حافظ گوہر علی (چک ۸۸/ ڈبلیو بی) کے ہاں قیام کر کے تقریباً دس بجے صبح سے گیارہ بجے تک مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ میں تنظیم سازی کے عمل کی نگرانی کے علاوہ پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا۔

بعدازاں حاجی محمد اقبال (چک ۹۶ ڈبلیو/ بی) کی بیمار پرسی کے بعد چک نمبر ۱۰۰ ڈبلیو/ بی میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع میں اصلاحی بیان کیا۔ بعدازاں احباب جماعت سے ملاقات کے بعد مترو کے نواح میں حضرت پیر جی مدظلہ العالی کے رفیق سفر محترم حافظ محمد شفیق کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کی اور شام کو بعد نماز مغرب چشتیاں میں قاری عطاء اللہ احرار کی رہائش گاہ پر جماعتی رفقاء کے اجلاس سے خطاب کیا اور ''عصر حاضر میں ہم کام کیسے کریں'' کے عنوان سے گفتگو کی اور ساتھیوں کے ساتھ سوال و جواب کی الحمد للہ بڑی مفید نشست ہوئی۔ تقریباً دس بجے رات عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد قاسم، حافظ گوہر علی، صوفی عبدالشکور احرار اور قاری عطاء اللہ احرار جب شہلی غربی پہنچے تو تاخیر کے باوجود قاری بھائی محمد مشتاق اور عزیزی حافظ محمد مغیرہ سمیت متعدد احباب سراپا انتظار تھے۔

اگلے روز ۱۰رنومبر ہفتہ کو نماز فجر کے بعد ساری زندگی جماعت کے ساتھ وفا کرنے والے ایثار پیشہ اور مخلص ترین ساتھی حافظ کفایت اللہ مرحوم کی تعزیت کی اور قبرستان حاضری دی۔ بعدازاں جماعتی احباب کے اجلاس کی صدارت کی اور علاقائی تنظیمی امور کے لیے قاری عطاء اللہ احرار (چشتیاں) کو نگران مقرر کیا گیا۔ بعدازاں وہاڑی شہر میں حاجی سلطان احمد اور ان کے فرزندان سے ملاقات کر کے علاقائی جماعت کی تنظیم و تشکیل پر مشورہ کیا اور ماچھیوال میں بھائی محمد شفیق کے نومولود بیٹے (حافظ محمد رفیق جدہ کے بھتیجے) کے انتقال پر تعزیت کی اور بورے والا کے احباب سے ملاقاتیں کر کے شام کو واپس چیچہ وطنی پہنچے۔

انتخابات مجلس احرار اسلام پاکستان

★ لاہور:

مجلس احرار اسلام لاہور کے اراکین ومعاونین کا ایک خصوصی اجلاس ۱۴؍نومبر ۲۰۰۷ء بروز بدھ بعد نماز مغرب چودھری محمد اکرم احرار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ قاری محمد قاسم نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اجلاس میں مجلس احرار اسلام لاہور کی ممبر سازی کی گئی اور مقامی انتخاب عمل میں لایا گیا۔ متفقہ طور پر شرکاء اجلاس کی منظوری کے بعد درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا:

چودھری محمد اکرام احرار (صدر)، حاجی محمد لطیف، محمد ارسلان ٹیپو (نائب صدور)، قاری محمد یوسف احرار (ناظم اعلیٰ)، قاری محمد قاسم، مرزا محمد عاطف بیگ (نائب ناظمین)، مرزا یاسر قیوم (ناظم نشریات)

اراکین شوریٰ میں چودھری محمد اکرام احرار، ملک محمد یوسف، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ شامل ہیں۔

اجلاس میں درج ذیل اراکین نے شرکت کی:

میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، چودھری محمد اکرام احرار، سید یونس الحسنی، قاری عبدالعزیز، قاری محمد قاسم، رانا حبیب اللہ، حاجی محمد لطیف، کلیم اللہ خان، محمد عاطف بیگ، مرزا یاسر بیگ، جاوید اسماعیل، حبیب اللہ، ڈاکٹر مدثر نوید، عبدالباسط، محمد ارسلان، چودھری محمد ظفر اقبال، سید امجد علی شاہ، سیف اللہ، ملک محمد یوسف۔

اجلاس کا اختتام چودھری محمد اکرام کی دعا سے ہوا۔

★ اوکاڑہ:

شیخ نسیم الصباح (صدر)، خالد محمود چودھری (نائب صدر)، شیخ مظہر سعید (ناظم)، محمد الیاس ڈوگر (ناظم نشریات)

شیخ مظہر سعید (رکن مرکزی مجلس شوریٰ)

★ کمالیہ:

شیخ لیاقت علی (صدر)، عطاء اللہ (نائب صدر)، محمد طیب (ناظم)، ماسٹر اللہ بخش سلیمی (ناظم نشریات)

مجلس شوریٰ: محمد طاہر، بابا غلام فرید + عہدیداران۔ نمائندہ برائے مرکزی مجلس شوریٰ: محمد طیب، شیخ لیاقت علی

★ چنیوٹ:

۶؍نومبر ۲۰۰۷ء بروز منگل مرکز احرار سرگودھا روڈ پر کارکنانِ مجلس احرار اسلام کا ایک اجلاس زیر صدارت پروفیسر خالد شبیر احمد مرکزی ناظم اعلیٰ منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل احباب کو ان کے عہدوں پر بااتفاق چنا گیا۔

صوفی محمد علی احرار (صدر)، محمد عثمان (نائب صدر)، قاری ارشد علی قریشی (جنرل سیکرٹری)، حافظ شاہد نواز (ناظم نشریات)، محمد علی احرار (خزانچی)

مندرجہ بالا عہدیداروں کے علاوہ مندرجہ ذیل اراکین کو مجلس عاملہ کے رکن کے طور پر منتخب کیا گیا۔

(۱) احمد علی (۲) محمد صفدر (۳) عبدالستار (۴) صفدر معاویہ (۵) احسان الٰہی (۶) حنیف معاویہ

مرکزی مجلس شوریٰ کے لیے پروفیسر خالد شبیر احمد اور صوفی محمد علی احرار کا نام تجویز کیا گیا۔

★ فیصل آباد:

قاری حفظ الرحمٰن (امیر)، قاری عبدالرب (ناظم)، محمد فاروق (ناظم نشریات)

مجلس شوریٰ: حاجی غلام رسول نیازی، قاری حفظ الرحمٰن، اشرف علی احرار

★ جلال پور پیروالا:

قاری محمد معاذ (سرپرست)، قاری عبدالرحیم فاروقی (صدر)، محمد اسلم صدیقی (ناظم)، عبدالرحمٰن جامی (ناظم نشرواشاعت)

قاری عبدالرحیم فاروقی (رکن مرکزی شوریٰ)

★ جھنگ:

میاں عبدالغفار احرار (صدر)، رانا عمر حیات (نائب صدر)، قاری محمد اصغر عثمانی (ناظم)

مولانا عمر دراز، محمد یونس انصاری (نائب ناظمین)، مولانا عمر دراز نکیانہ سیال (ناظم نشریات)

مولانا عزیز الرحمٰن مجاہد (نائب ناظم نشریات)، محمد اقبال مغل (سالار)

مقامی شوریٰ: حاجی محمد افضل مغل، حافظ عمر فاروق، قاری محمد یعقوب حسین حسینی۔ رکن مرکزی شوریٰ: قاری محمد اصغر عثمانی

★ ضلع مظفر گڑھ:

ماسٹر محمد شفیع (امیر)، محمد اقبال (نائب امیر)، مولانا عبدالرزاق (ناظم اعلیٰ)، جام مختار احمد (خزانچی)، ڈاکٹر عبدالرؤف (ناظم نشریات)

★ میر ہزار خان:

حاجی عبدالرزاق (امیر)، ملک غلام رسول (نائب امیر)، عبدالحق (ناظم اعلیٰ)، ڈاکٹر عبدالحمید (خزانچی)، محمد اصغر لغاری (ناظم نشریات)۔ ارکان مرکزی مجلس شوریٰ: مولانا عبدالرزاق، محمد اصغر لغاری

★ میلسی:

حافظ محمد اکرم احرار (صدر)، میاں ریاض احمد (ناظم)، محمد یعقوب (ناظم نشریات)

ارکانِ مجلس عاملہ: صوفی محمد بلال، ماسٹر منظور احمد، حافظ احمد حسن، صوفی گلزار احمد، محمد رمضان، عبدالستار

رکن مرکزی شوریٰ: حافظ محمد اکرم احرار

★ گڑھا موڑ:

صوفی محمد یوسف (امیر)، حاجی محمد اقبال (نائب امیر) حافظ محمد امین (ناظم)، غلام رسول (خزانچی)، صوفی رب نواز (نائب ناظم) قاری گوہر علی (ناظم نشریات)

★ ٹوبہ ٹیک سنگھ:

حافظ محمد اسماعیل (امیر)، شیخ محمد اکرم (نائب امیر)، حافظ محکم الدین (ناظم)، شیخ محمد عثمان (نائب ناظم)

مولوی محمد شریف (ناظم نشریات)، حافظ طلحہ زبیر (خازن)۔ مقامی مجلس شوریٰ: قاری عبدالرحمٰن، عبدالمجید، محمد ارشد

ارکان مرکزی مجلس شوریٰ: حافظ محمد اسماعیل، حافظ محکم الدین

ضلع رحیم یار خان

★ ٹب چوہان:

مولوی محمد یعقوب چوہان (صدر)، محمد عبداللہ (ناظم)، محمد ایوب (ناظم نشر واشاعت)، مولانا محمد یعقوب (ضلعی نمائندہ)

★ بستی مولویان:

صوفی محمد اسحاق (صدر)، حافظ عبدالرحیم نیاز (نائب صدر)، مولانا فقیر اللہ رحمانی (ناظم)، محمد احمد بھٹی (ناظم نشر واشاعت)

ضلعی نمائندگان: حاجی عبدالرحمٰن، حاجی نور محمد، حافظ شیر محمد۔ ارکان مرکزی مجلس شوریٰ: مولانا فقیر اللہ رحمانی، حافظ عبدالرحیم نیاز

★ خان پور:

چودھری عبدالجبار (صدر)، مرزا عبدالقیوم (نائب صدر)، مرزا محمد واصف (ناظم)، قاری محمود احمد (ناظم نشریات)

ضلعی نمائندگان: مرزا محمد واصف، چودھری عبدالجبار۔ رکن مرکزی شوریٰ: مرزا محمد واصف

★ ظاہر پیر:

فضل احمد (صدر)، احمد دین (نائب صدر) محمود احمد جتوئی (ناظم)، مولوی کریم اللہ (ناظم نشریات)

رکن مرکزی شوریٰ وضلعی نمائندہ: مولوی کریم اللہ

★ بدلی شریف، اسلام آباد، بستی درخواست، قیصر چوہان

مولوی عبدالخالق (صدر)، سید محمد ابراہیم شاہ (ناظم)، سید محمد عثمان شاہ (ناظم نشریات)، سید محمد ابراہیم شاہ (ضلعی نمائندہ)

دعائے صحت

''نقیب ختم نبوت'' کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کے بیٹے محمد عاکف آنکھ کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

اشاریہ ''نقیبِ ختم نبوت'' (سال ۲۰۰۷ء)

مرتب: محمد الیاس میراں پوری

دل کی بات (اداریہ):

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
گھری ہوئی ہے سیاست تماش بینوں میں	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	۲
نیا سال...... نئے استعماری منصوبے اور ہماری ذمہ داریاں	سید محمد کفیل بخاری	فروری	۲
انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟	سید محمد کفیل بخاری	مارچ	۲
وکلاء کی تحریک...... بارش کا پہلا قطرہ	سید محمد کفیل بخاری	اپریل	۲
''دیکھئے رہتا ہے کس کے ہاتھ میدانِ بہار''	سید محمد کفیل بخاری	مئی	۲
''اب کے منظر میں دریچہ بھی نیا رکھا ہے''	سید محمد کفیل بخاری	جون	۲
چیف جسٹس کی واپسی (ادارتی شذرہ)	انیف کاشر		۴
ملعون رشدی کے لیے ''سر'' کا خطاب	سید محمد کفیل بخاری	جولائی	۲
سانحۂ لال مسجد...... ہر دل اُداس، ہر آنکھ نم	سید محمد کفیل بخاری	اگست	۲
شاہ پرویز کا آخری مُکّا	سید محمد کفیل بخاری	ستمبر	۲
انتخاب آمد، انتخاب برخاست	سید محمد کفیل بخاری	اکتوبر	۲
جمہوریت کا خونیں سفر	سید محمد کفیل بخاری	نومبر	۳
نیرنگیٔ سیاستِ دوراں	سید محمد کفیل بخاری	دسمبر	۲

شذرات:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف قادیانی سازشوں کے نرغے میں	حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر	ستمبر	۴
جنرل ہسپتال لاہور قادیانیوں کے نرغے میں	عبداللطیف خالد چیمہ	نومبر	۴

دین و دانش:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
قربانی، امن و سلامتی اور معاشی استحکام کا سبب	سید عطاء المحسن بخاریؒ	جنوری	۴
جمعۃ المبارک کی فرضیت (درسِ حدیث)	مولانا مشتاق احمد	جنوری	۱۲
دینِ اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	فروری	۲۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں	حکیم محمود احمد ظفر	مارچ	۱۰
سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	ابوسفیان تائب	مارچ	۱۷
تکمیل دین اور ختم نبوت	چودھری افضل حقؒ	اپریل	۴
سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ابدی و آفاقی اعلانِ رسالت و ختم نبوت	سید عطاء المحسن بخاریؒ	اپریل	۹
اصلاحِ معاشرہ کے لیے نبوی حکمتِ عملی	مولانا محمد طاسینؒ	اپریل	۱۴
شاہ ولی اللہ کا نظریہ تقلید	مولانا توقیر احمد ندوی	مئی	۴

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا	ماخوذ	مئی	۱۰
ایمان سب پریشانیوں کا علاج ہے (درسِ حدیث)	مولانا عبداللطیف مدنی	جون	۵
ایمان سب پریشانیوں کا علاج ہے (درسِ حدیث:۲)	مولانا عبداللطیف مدنی	جولائی	۵
آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم	محمد اسحاق سندیلویؒ	جولائی	۹
اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے (درسِ حدیث)	مولانا عبداللطیف مدنی	اگست	۵
ام المومنین سیدہ سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا	مولانا سید ابوذر بخاریؒ	اگست	۹
امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مثالی اندازِ حکومت	مولانا مشتاق احمد	اگست	۱۷
امیر المومنین سیدنا معاویہؓ......ڈکٹیٹر ایسے ہوتے ہیں؟	ماخوذ	اگست	۲۱
روزہ......اسلام کی تیسری بنیاد	سید عطاء المحسن بخاریؒ	ستمبر	۶
پہلی فتح	شاہ بلیغ الدین	ستمبر	۱۰
ایمان و اسلام کی حقیقت	مولانا عبداللطیف مدنی	ستمبر	۱۸
عید الفطر......صدقۃ الفطر	سید ابوذر بخاریؒ	اکتوبر	۴
شرم وحیا ایمان کا بڑا حصہ ہے (درسِ حدیث)	مولانا عبداللطیف مدنی	اکتوبر	۷
اسلام میں تعلیم کی اہمیت	قاری محمد طیب قاسمیؒ	اکتوبر	۹
سیدۂ عالم رضی اللہ عنہا	شاہ بلیغ الدین	اکتوبر	۱۴
اسلام میں موت کا تصور	حکیم محمود احمد ظفر	اکتوبر	۱۶
فرائض ایمان میں داخل ہیں (درسِ حدیث)	مولانا عبداللطیف مدنی	نومبر	۵
وہ شر پسند کہاں ہیں؟	پروفیسر ابوطلحہ عثمان	نومبر	۸
صہر النبی سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ	ابوسفیان تائب	نومبر	۱۱
حدیث اور انکارِ حدیث	عبدالمنان معاویہ	نومبر	۱۶
کمالِ ایمان اور اس میں کمی بیشی کی وضاحت (درسِ حدیث)	مولانا عبداللطیف مدنی	دسمبر	۴
اسلام کا فلسفہ حج	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	دسمبر	۷
قربانی۔امن عامہ اور معاشی امن وسلامتی کے قیام کا سبب	سید عطاء المحسن بخاریؒ	دسمبر	۱۰

تذکرۂ صحابہؓ / تاریخ وسیرت

شہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	مولانا سید ابوذر بخاریؒ	فروری	۸
یزید اکابر اہل سنت کی نظر میں	ادارہ	فروری	۱۶
سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	ابوسفیان تائب	مارچ	۱۷

افکار:

فاتاھم اللہ من حیث لم یحتسبوا	مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی	جنوری	۱۴
بے جا گھمنڈ، حسن ظن اور خوش فہمیاں	سید محمد معاویہ بخاری	جنوری	۱۸
وزیر تعلیم کا مخمصہ	سیف اللہ خالد	جنوری	۲۲
انھیں چاند کیسے نظر آجاتا ہے؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	جنوری	۲۴
عالمی سازش گر امن نہیں چاہتے	سید محمد معاویہ بخاری	فروری	۲۸
مصباح ارم، جامعہ حفصہ اور مغربی دنیا کا حقیقی چہرہ	علامہ عبدالرشید غازی	فروری	۳۲
عراق، صدام حسین کی موت کے بعد	اصغر عبداللہ	فروری	۳۶

خطرے کی گھنٹی	سیف اللہ خالد	فروری	۴۱
جنرل پرویز مشرف کا پراسرار دورہ	ہارون الرشید	مارچ	۳۱
ابتلاء و آزمائش کے مشکل مرحلے	سید محمد معاویہ بخاری	مارچ	۳۴
اسلامی تعلیم و تربیت، یوپی و امریکی معاشرہ اور نئی مسلم نسل کے جنسی مسائل	حافظ حقانی میاں قادری	مارچ	۳۷
مشورہ	ڈاکٹر شاہد مسعود	اپریل	۲۱
خون آشام میلہ	قاری محمد مجیب الرحمٰن	اپریل	۲۴
حالات کس طرف جا رہے ہیں؟	سید محمد معاویہ بخاری	مئی	۲۴
حکومت اور پیپلز پارٹی کی ڈیل......اندرونی کہانی	یاسر محمد خان	مئی	۲۸
بت ہم کو کہیں کافر......	قاری مجیب الرحمٰن	مئی	۳۲
نفاذِ اسلام اور پاکستان	حکیم حافظ محمد قاسم	مئی	۳۸
صرف اقتدار کے لیے!	سید محمد معاویہ بخاری	جون	۸
مظلوموں کے خونِ ناحق کا ذمہ دار کون؟	محمد سہیل باوا	جون	۱۱
اصحابِ سبت سے عبرت پکڑیں	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	جون	۱۳
مستقبل کا سیاسی منظر نامہ......امریکہ کیا چاہتا ہے؟	سید محمد معاویہ بخاری	جولائی	۲۲
بے نظیر بھٹو اور سلمان رشدی	ہارون الرشید	جولائی	۲۶
پنجاب پولیس زندہ باد	سیف اللہ خالد	جولائی	۲۹
ہم کب سوچیں گے؟	سید محمد معاویہ بخاری	اگست	۲۴
یہ ''رٹ'' کی رَٹ کب ختم ہوگی؟	پروفیسر خالد شبیر احمد	اگست	۲۸
اب استعفیٰ کون دے گا؟	سیف اللہ خالد	اگست	۳۲
کون تھیں، کہاں چلی گئیں؟	ڈاکٹر شاہد مسعود	اگست	۳۴
جگر لخت لخت	عبداللہ طارق سہیل	اگست	۳۹
اسلامی اعتدال پسندی کا امریکی معیار	ذاکر اعظمی	اگست	۴۲
علامہ اقبال اور حکومتِ الٰہیہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	ستمبر	۲۴
سوال......	سیف اللہ خالد	ستمبر	۳۰
نوحہ	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	ستمبر	۳۲
مولانا حسن جان شہید علیہ الرحمۃ	سیف اللہ خالد	اکتوبر	۲۴
جھوٹ کے پاؤں اور غیر ملکی بیساکھیاں	انیف کاشر	اکتوبر	۲۶
شر پسند اور خیر پسند	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	اکتوبر	۲۹
''پاک اسرائیل دوستی کی ضرورت''	پروفیسر مشتاق خان کیانی	اکتوبر	۳۳
ضیاء الحق اور موجودہ حکمران	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	اکتوبر	۴۰
گوانتانا موبے میں قید ''آزاد شاعری''	ڈاکٹر عامر لیاقت حسین	اکتوبر	۴۳
استقبال اور استقبالیے	ڈاکٹر میاں احسان باری	اکتوبر	۴۶
''ہے ہمارے شہر کا والی گدائے بے حیا''	سید عطاء المحسن بخاریؒ	نومبر	۲۲
اعتبار کی دلدل	سید محمد معاویہ بخاری	نومبر	۲۴
کیا حسنِ انتظام ہے؟	سیف اللہ خالد	نومبر	۲۸
پاکستان کی ترقی میں دینی مدارس کا معاشرتی کردار	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	نومبر	۳۰

دین ہے یا بازیچۂ اطفال؟	مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی	دسمبر	۲۳
کیا کیا نہ ہوا میرِ شہر، تیرے شہر میں	پروفیسر خالد شبیر احمد	دسمبر	۲۶
ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج	سید محمد معاویہ بخاری	دسمبر	۲۹
چڑھتے سورجوں کے دوست	جاوید چودھری	دسمبر	۳۳

شخصیات:

پاکستانی مؤرخین اور مولانا ابوالکلام آزادؒ	ابوسلمان شاہجہانپوری	فروری	۴۳
مولانا غلام غوث ہزارویؒ	محمد عمر فاروق	اپریل	۲۷
ماسٹر تاج الدین انصاریؒ	غلام محمد خان نیازی	اپریل	۳۵
ضیغمِ احرار شیخ حسام الدینؒ	ڈاکٹر شاہد کاشمیری	جون	۳۵
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	شورش کاشمیریؒ	اگست	۵۱
جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ	سید یونس الحسنی	اکتوبر	۴۸
آغا شورش کاشمیری رحمتہ اللہ علیہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	اکتوبر	۵۰
اقبال کا مردِ مؤمن (بیاد: سید عطاء المحسن بخاریؒ)	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	نومبر	۴۶

انتخاب:

امریکہ پر دہشت گرد حملے کیوں ہوئے؟	ڈیوڈ ڈیوک/ترجمہ: پروفیسر مختار	مئی	۴۳
گوانتاناموبے جیل: تازہ نہ روشنی مگر قرآن کی بلند آوازیں	بی بی سی رپورٹ	مئی	۴۹
”مذہب واقتصاد“ (چودھری افضل حقؒ)	انتخاب: طیب علی تگہ	ستمبر	۴۴

نقد ونظر:

مولانا حسین احمد مدنیؒ اور علامہ اقبالؒ 'عادی مجرموں کی زبان درازیاں	شورش کاشمیریؒ	نومبر	۴۳

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

جنوری: رویتِ ہلال ۔مسئلہ اور حل (خالد اعجاز مفتی)، تاریخ وتمدن ۔مسلم را جپوت (عزیز الرحیم دانش امدادی)، اسلام اور جدیدیت (ڈاکٹر محمد حسین للٰہی)، جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم (افادات: حافظ محمد ندیم قاسمی، مرتب: مشتاق احمد قریشی) ص ۵۶

فروری: لوامع دریہ فی حل فوائد مکیہ (قاری حبیب الرحمٰن)، وفا شعار خواتین (مشتاق احمد)، غازی عامر چیمہ شہید (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)، مجلّہ ”ندائے حق“ فیصل آباد (مدیر: حکیم خالد اشرف)، جمالِ انور (مولانا عبدالقیوم حقانی) ص ۶۰

مارچ: کمالاتِ عثمانی المعروف تجلیاتِ عثمانی (پروفیسر محمد انوار الحسن قاسمی)، تذکرہ وسوانح حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمہ اللہ (مولانا عبدالقیوم حقانی)، نقشِ سرسید ۔سرسید کے تصورات وافکار کا تنقیدی جائزہ (ضیاء الدین لاہوری)، سب سے پہلے کون؟ (جنرل پرویز مشرف کی آپ بیتی نقد ونظر کے آئینے میں ۔(حافظ محمد ندیم)، عکسِ جمیل (مفتی خالد محمود)، مرویاتِ سیدہ عائشہ صدیقہ وسیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہا (مولانا سعید الرحمٰن علویؒ)، پیغامِ ہدایت (مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ) ص ۴۸

اپریل: اقبال اور قادیانیت (تحقیق کے نئے زاویے) (بشیر احمد)، سلطان نور الدین محمود زنگی (طالب الہاشمی)، خونیں تحریکیں (اظہر امرتسری) کوہِ صبر واستقامت ملا عبدالسلام ضعیف (حافظ محمد ندیم)، حقانی وظائف، حقانی تبصرے، تذکرہ وسوانح علامہ شبیر احمد عثمانی (اشاعتِ خاص ماہنامہ ”القاسم“) (مولانا عبدالقیوم حقانی)، انصاف فی حدود الاختلاف (سید خلیل حسین میاں)، پاک وہند کے نامور علماء ومشائخ (مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ)، اقوالِ زریں (محمد اسحاق ملتانی)، ماہنامہ ”آبِ حیات“ لاہور (خصوصی شمارہ ”صدام حسین شہید نمبر“) (مدیر: مولانا محمود الرشید حدوٹی) ۔ص ۴۹

مئی: اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تعارف (حافظ محمد ندیم قاسمی)، جھوٹا کون؟ (قادیانی سربراہ مرزا مسرور کے خطبۂ جمعہ کا جواب)

(ڈاکٹر جاوید کنول)، خطباتِ حضرت جی رحمہ اللہ (حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ)۔ص ۵۰

جون: خطیب اور خطابت (مولانا عبدالرؤف چشتی)، تاریخ وتذکرہ خانقاہ مظہریہ دہلی، تحائف مرشدیہ (محمد نذیر رانجھا)، حدود آرڈیننس اور تحفظ نسواں بل، ایک علمی وفکری مکالمہ (مولانا زاہد الراشدی)، فکرِ غامدی۔ ایک تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ (مرتبین: حافظ محمد زبیر/ حافظ طاہر اسلام عسکری)۔ص ۵۳

جولائی: اللہ رب العالمین۔ خدایا گوڈ (God) (رشید اللہ یعقوب)، حجاتِ قرآن وحدیث کی روشنی میں (مولانا پروفیسر کریم بخش ؒ)، ماہنامہ ”مسیحائی“ کراچی۔ قرآن نمبر (مدیر اعلیٰ: احمد خیر الدین انصاری)۔ص ۵۴

اگست: مکاتیب الکریم، محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دل رُبا ادائیں (مولانا عبدالقیوم چودھری)، صلوٰۃ وسلام (مرتب: ع، م چودھری) تحفظ ختم نبوت، اہمیت اور فضیلت (محمد متین خالد)۔ص ۵۵

ستمبر: حج مبرور (پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی)، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے معمولاتِ رمضان (مولانا عبدالقیوم حقانی)، المصنفات فی الحدیث (حضرت مولانا محمد زمان کلانچوی)۔ص ۶۰

دسمبر: سرسید اور ان کی تحریک (ضیاء الدین لاہوری)، قرآن کے دو باب (مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی) دارالعلوم دیوبند کی پچاس مثالی شخصیات (حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ)۔ص ۳۸

تاریخِ احرار:

احرار کا قافلۂ تحفظ ختم نبوت	سید محمد کفیل بخاری	مارچ	۲
تحفظ ختم نبوت اور احرار کی ذمہ داری (ایک تاریخی مکتوب)	چودھری افضل حقؒ	مارچ	۴
احرار اور عقیدۂ ختم نبوت	پروفیسر خالد شبیر احمد	جولائی	۳۷
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں احرار کا کردار	محمد الیاس میراں پوری	ستمبر	۳۳
ایک تاریخ ساز اشتہار	ادارہ	ستمبر	۳۷
احرار......ایک تحریک	پروفیسر خالد شبیر احمد	دسمبر	۳۳

ردّ قادیانیت:

قادیانیت کا احراری تعاقب	عبدالرؤف طاہر	جنوری	۵۰
پی آئی اے میں قادیانیوں کی سرگرمیاں	خالد عمران	جنوری	۵۳
جدہ میں ۱۰۰ قادیانی گرفتار	ادارہ	فروری	۵
تعلیمی اداروں میں قادیانی سازشیں	طارق حبیب	مارچ	۴۴
مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مسئلہ نزولِ مسیح علیہ السلام	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مئی	۱۲
کیا مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مئی	۱۵
مرزائیت کا ماضی وحال	سید عطاء المحسن بخاریؒ	جون	۲۲
تحریفِ قرآن کی نئی سازش	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	جون	۲۹
مرزا قادیانی......نیم حکیم خطرۂ جان	عرفان محمود برق	نومبر	۵۳

طنز ومزاح:

زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	جنوری	۵۵
زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	فروری	۵۰
زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	اپریل	۴۸
زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	جون	۵۲

زبان میری ہے بات ان کی	ساغراقبالی	جولائی	۵۳
زبان میری ہے بات ان کی	ساغراقبالی	اگست	۵۴
زبان میری ہے بات اُن کی	ساغراقبالی	ستمبر	۴۶
''جگرلخت لخت''	عبداللہ طارق سہیل	ستمبر	۴۷
زبان میری ہے بات ان کی	ساغراقبالی	اکتوبر	۵۶
زبان میری ہے بات ان کی	ساغراقبالی	نومبر	۵۲
زبان میری ہے بات ان کی	ساغراقبالی	دسمبر	۳۷

شاعری:

چودھری افضل حقؒ	ساحرلدھیانوی	جنوری	۳۶
طالبان باقی افغان، افغان باقی......	عادل یزدانی	جنوری	۴۶
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	ڈاکٹرامتیاز احمد عباسی	فروری	۲۵
بالآخر طے ہوا ہے	عادل یزدانی	فروری	۲۶
ماں	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	فروری	۲۷
حمد باری تعالیٰ	حفیظ تائب	مارچ	۲۶
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	عادل یزدانی	مارچ	۲۷
شہیدانِ ختم نبوت	شورش کاشمیریؒ	مارچ	۲۸
سلام بحضور شہداء ختم نبوت	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مارچ	۲۹
سلام	بنتِ امیر شریعت	مارچ	۳۰
حمد باری تعالیٰ	حفیظ تائب	اپریل	۱۸
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر خالد شبیر احمد	اپریل	۱۹
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	ابوسفیان تائب	اپریل	۲۰
اللہ کا بن (حمد)	ڈاکٹرامتیاز احمد عباسی	مئی	۲۰
نعت	سید حباب ترمذی	مئی	۲۱
ایک یہودی ربی کا اپنے پیروکاروں سے خطاب	عادل یزدانی	مئی	۲۲
جنرل مشرف کے نام/غزل	سید کاشف گیلانی / ڈاکٹر عتبان	مئی	۲۳
حمد باری تعالیٰ	سید کاشف گیلانی	جون	۱۸
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	سید حباب ترمذی	جون	۱۹
مناجات، نعت	ڈاکٹرامتیاز احمد عباسی	جون	۲۰
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	جون	۲۱
حمد باری تعالیٰ	سید کاشف گیلانی	جولائی	۱۶
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر خالد شبیر احمد	جولائی	۱۷
جہاں پناہ! ظل اللہ......؟	سید ابوذر بخاری	جولائی	۱۸
وطن فروشوں کے نام	پروفیسر تاثیر وجدان	جولائی	۲۰
سانحہ کراچی......۱۲ مئی ۲۰۰۷ء	قاری عبدالرحمٰن مجاہد	جولائی	۲۱
حمد باری تعالیٰ	سید کاشف گیلانی	اگست	۴۷

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	میجر (ر) سعید اختر	اگست	۴۸
امیر شریعت رحمہ اللہ	ڈاکٹر ریاض مجید	اگست	۵۰
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	سید کاشف گیلانی	ستمبر	۲۲
مرزائی، غیر مسلم اقلیت	شورش کاشمیریؒ	ستمبر	۲۳
حمد باری تعالیٰ	منیر نیازی	اکتوبر	۱۹
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد اکرام تائب	اکتوبر	۲۰
ساقی	سید ابوذر بخاریؒ	اکتوبر	۲۱
صیام کے دن	سید عطاء المحسن بخاریؒ	اکتوبر	۲۲
آغازِ سحر	کامران رعد	اکتوبر	۲۳
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد اکرام تائب	نومبر	۴۰
مزدور کی بیوہ	احسان دانش	نومبر	۴۱
نظمیں	کاشف گیلانی / کامران رعد	نومبر	۴۲
حمد باری تعالیٰ	علامہ طالوتؒ	دسمبر	۱۹
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	سید کاشف گیلانی	دسمبر	۲۰
سہیلی بوجھ پہیلی	شورش کاشمیریؒ	دسمبر	۲۱
دینِ مبیں	عادل یزدانی	دسمبر	۲۲

بازگشت:

احراری خطابت کی ایک جھلک (پروفیسر خالد شبیر احمد کا خطاب)	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	جنوری	۴۷
احرار اور فنِ خطابت (۱)	پروفیسر خالد شبیر احمد	مارچ	۴۱
احرار اور فنِ خطابت (۲)	پروفیسر خالد شبیر احمد	مارچ	۳۷
مجلس احرار اسلام کی بزم آرائی	پروفیسر نعیم مسعود	اپریل	۳۹
اکابر احرار عدالت کے کٹہرے میں	پروفیسر خالد شبیر احمد	مئی	۴۰
وعدۂ خلافت کب پورا ہوگا؟	سید عطاء المحسن بخاریؒ	نومبر	۲
اسلام کفریہ نظاموں کے سہاروں کا محتاج نہیں	سید ابوذر بخاریؒ	دسمبر	۲

ادبیات:

چودھری افضل حق کی ''زندگی'' کا اسلوب	ڈاکٹر اسلم انصاری	جنوری	۲۷
خالد مسعود خان۔ منفرد لب ولہجہ کا شاعر	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	اپریل	۴۴
میاں جی (خاکہ)	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	جون	۵۰

مکاتیب:

حافظ صفوان محمد چوہان بنام عبداللطیف خالد چیمہ	ادارہ	جولائی	۴۸
مولانا عبدالرشید ربانی بنام عبداللطیف خالد چیمہ	ادارہ	نومبر	۶۳

سرگزشت:

پاکستان میں طالبان کے آخری سفیر ملا عبدالسلام ضعیف کی خودنوشت (آخری قسط)	ترجمہ وتلخیص: فدا محمد عدیل	جنوری	۴۷

روشنی:

میرا قبولِ اسلام	عرفان محمود برق	جون	۴۰
بھولا مسیح کا قبولِ اسلام	ادارہ	جولائی	۵۷

فکاہات:

”تری پرواز لولا کی نہیں ہے“	انیف کاشر	جولائی	۳۱

تحقیق:

چاند کب نظر آئے گا؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	فروری	۴۸
رویتِ ہلال، رمضان، عید اور ایامِ حج	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	ستمبر	۳۸
ہلالِ عید (شوال) کہاں اور کب نظر آئے گا؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	اکتوبر	۵۳

الافتاء:

اسمِ معاویہ رضی اللہ عنہ: لغوی و معنوی تحقیق	حسین احمد	اگست	۲۲

یادِ رفتگاں:

حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمتہ اللہ علیہ	حکیم محمود احمد ظفر	جولائی	۴۴
حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمتہ اللہ علیہ	حکیم حافظ محمد قاسم	جولائی	۴۵
شکریہ تعزیت	عبداللطیف خالد چیمہ	جولائی	۵۰
مولانا قاری محمد اختر رحمتہ اللہ علیہ	حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی	جولائی	۵۱

ترحیم　(مسافرانِ آخرت):

جنوری: ممتاز سیرت نگار مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ۔ یکم دسمبر ۲۰۰۶ء۔ بھارت

مئی: شیخ بشیر احمد مرحوم (ملتان۔ ۶/اپریل ۲۰۰۷ء)

جولائی: حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمتہ اللہ علیہ (چیچہ وطنی) ۲/جون ۲۰۰۷ء۔ انتقال: مدینہ طیبہ، تدفین: جنت البقیع

اگست: حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی رحمہ اللہ۔ ۱۰/جولائی ۲۰۰۷ء

حضرت مفتی غلام قادر رحمہ اللہ (بانی و مہتمم مدرسہ خیر العلوم خیر پور ٹامے والی۔ ۵/جولائی ۲۰۰۷ء)

دسمبر: حضرت مولانا عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ (جامعہ خیر المدارس ملتان۔ ۱۷/شوال ۱۴۲۸ھ۔ ۳۰/اکتوبر ۲۰۰۷ء

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ــــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

- دار القرآن
- دار الحدیث
- دار المطالعہ
- دار الاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

الحمدللہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری و مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جا رہی ہے۔ لاگت فی کمرہ دولاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

رابطہ

061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

امیر
مجلس احرار اسلام
پاکستان

Monthly"Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan.Regd.M.No.32

عیدالاضحیٰ کے موقع پر

قربانی کی کھالیں

مجلس احرار اسلام

کے شعبہ تبلیغ

تحریک تحفظ ختم نبوۃ

کو دیجیے

جملہ رقوم، عطیات، زکوٰۃ و عشر، صدقات
قیمت چرم قربانی بھیجنے کے لیے

چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری (مدرسہ معمورہ)
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

ہمارے مراکز

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان	061 - 4511961
مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر	047 - 6211523
مدرسہ معمورہ دفتر احرار لاہور	042 - 5865465
مدنی مسجد بخاری ٹاؤن چنیوٹ	047 - 6333155
دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی	040 - 5482253
عبدالرحمٰن جامی جلال پور پیروالا	061 - 4210505
مدرسہ معمورہ، میراں پور (میلسی)	0300-7721632
مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ (میلسی)	067 - 3791151
مدرسہ ابوبکر صدیق، تلہ گنگ	054 - 3412201
امتیاز حسین چکڑالہ (میانوالی)	045 - 9393049
مدرسہ ختم نبوت چشتیاں	063 - 2509507
مدرسہ ختم نبوت، بورے والا (وہاڑی)	0300- 6993318
مدرسہ محمودیہ معمورہ، ناگڑیاں (گجرات)	053 - 3650025
محمد اشرف علی احرار، فیصل آباد	0300- 7623619
محمد اصغر لغاری، میر ہزار خان (مظفر گڑھ)	066 - 2512354
غلام حسین احرار، ڈیرہ اسماعیل خان	096 - 6730057
مولانا فقیر اللہ رحمانی، رحیم یار خان	0301- 3660168
مولانا عبدالعزیز، مدنی مسجد بہاولپور	062 - 2884601

الداعی الی الخیر تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان